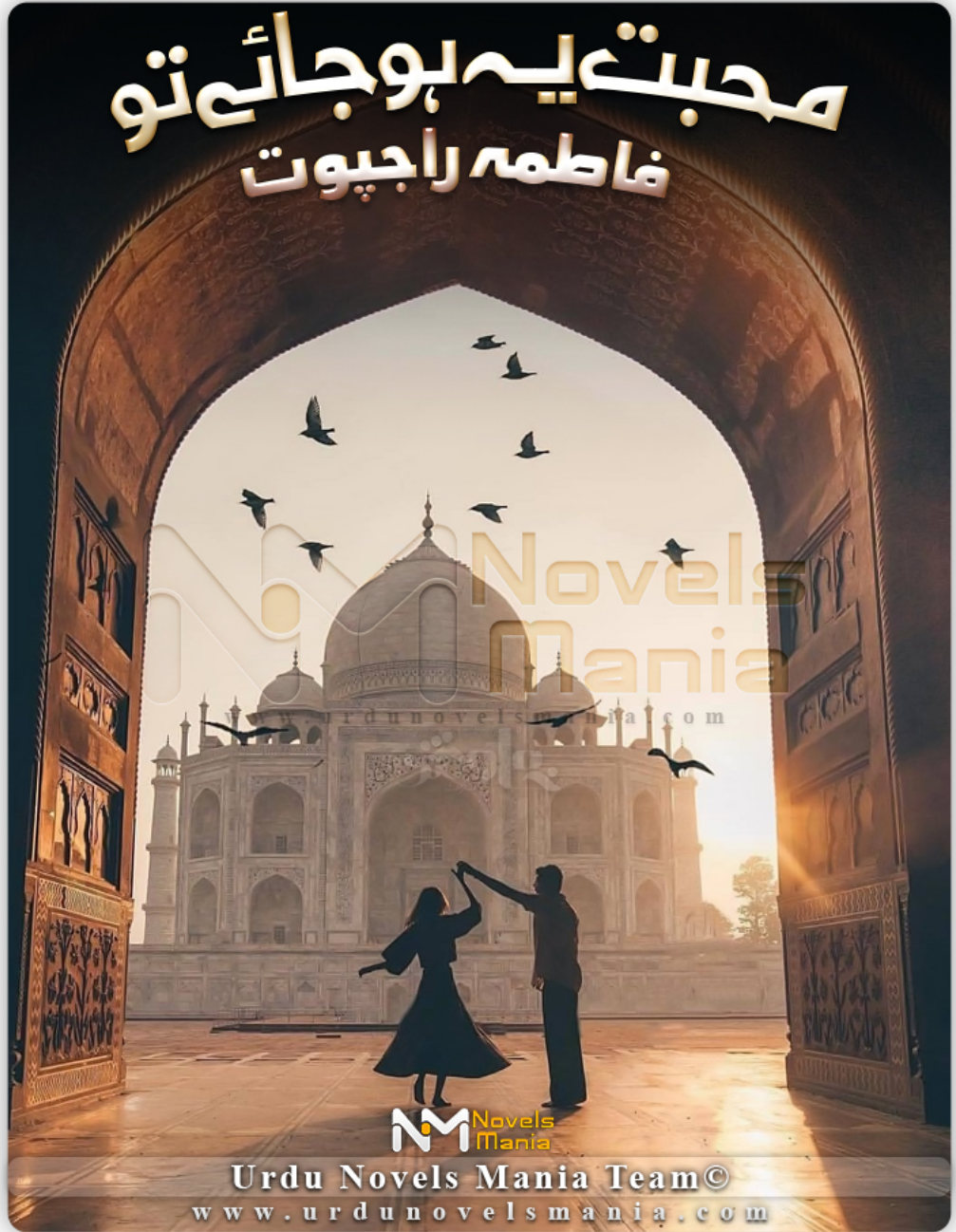


محبت یہ ہو جائے تو فاطمہ راجپوت



محبت یہ ہو جائے تو از قلم: فاطمہ راجپوت

اکتوبر کے خوشگوار مہینے کی ایک حسین شام ڈھل رہی تھی ٹھنڈی ہوا اس کی زلفوں کو چھیرتے ہوئے اس کے تفکر میں ڈوبے حسین چہرے کو مزید دلفریب بنا رہی تھی نیلے رنگ کی فراک کے ساتھ سفید اور نیلا آنچل اوڑھے گہری سوچوں میں گم وہ اس گہری شام کا ایک دلکش حصہ معلوم ہو رہی تھی شہد رنگ آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئیں تھیں گلابی ہونٹ اور رخسار جو سردی کی شدت سے سرخ ہو رہے تھے اس کی خوبصورتی کو خوب نکھار رہے تھے

کچھ دن پہلے اس کے ساتھ کچھ ایسا ہوا جو اس کی زندگی پر ایک ناقابل فراموش چھاپ چھوڑ گیا تھا

novels mania
www.urdu novels mania .com

”بھائی مجھے وقوف بنانے کی کوشش میں تھی وہ۔۔۔“

گاڑی سے نکلنے بجانے منہالہ کس کے متعلق بات کر رہی تھی۔ کالج کے یونیفارم کے ساتھ سکارف سے نقاب کٹیے وہ پروقار سی لگ رہی تھی۔

”اس کی اتنی ہمت کہ اس نے میری بے وقوف بہن کو اور بے وقوف بنانے کی کوشش کی۔۔۔“
شمر ورنے دروازہ کھولتے کہا۔

”بھائی آپ بھی نا“

مصنوعی خفگی سے اس نے شمر و زکی طرف دیکھا۔۔

”ارے چند مذاق کر رہا تھا نا۔“

اس نے ہالہ کے سر پر ہاتھ رکھتے گھر کے اندرون حصے کی جانب جاتے کہا۔۔

اب آپ کی سزا ہے کہ رات کو مجھے ڈھیر ساری شاپنگ کے بعد آئی سکریم کھلائی یں

”گے۔۔ بولئیے منظور ہے؟“

ہاں میری چڑیل بہن منظور ہے۔

باتیں کرتے ہوئی وہ لاؤنج میں داخل ہوئے۔۔۔۔

* * *

”السلام علیکم امی“

لاؤنج میں داخل ہوتے دونوں نے ایک زبان ہو کر کہا۔

www.urdu novels mania.com

وعلیکم السلام۔۔۔۔۔

”بھائی آپ نے کونسی ٹیلی کمیونیکیشن کیبل لگائی ہے میرے دماغ میں۔۔۔ جب میں بولی فوراً“

”آپ بولے کیوں؟“

اس سے پہلے کہ نادیہ بیگم جواب دیتیں منہالہ بول پڑی۔

”ماما دیکھ لیجئیے آپ کی لاڈلی کی حرکات“

شمر ورنے صوفے پر بیٹھتے کہا۔

اتنی دیر میں ہالہ بھی سکارف کی پنزنکال چکی تھی۔

”ہاں تو میں نے کیا غلط کہا۔۔۔ پہلے میں نے سلام کرنا تھا“

جگ سے پانی انڈیلتے اس نے بے نیازی سے کہا۔

اگر اس کی کالج فیلوز دیکھ لیتیں اسے نان سٹاپ بولتے تو غش کھا کر گر ہی جاتیں کہ یہ سنجیدہ مزاج لڑکی مزاق بھی کرتی ہے۔

”بیٹا ضماں کی کال آئی ہی تھی اگلے ہفتے وہ آ رہا ہے“

نادیہ بیگم تبسم چہرے پر سجائے بولیں۔ منہالہ کمرے میں جا چکی تھی ورنہ وہ اپنے بھائی کے آنے کا سن کر اچھلنے لگتی۔

اچھا ہے پڑھائی کے بعد اسے کچھ وقت کا آرام بھی ملا۔ لاسٹ منٹھ اسکا ایم بی اے کمپلیٹ ہو گیا۔

”ہے اب تک کافی انجوائے کر لیا ہوگا۔“

”ہاں بیٹا صبح کہہ رہے ہو۔ جائ فریش ہو جائ میں کھانا لگواتی ہوں۔“

”جی امی۔“

* *

لمباقد، شہد رنگ کی جھیل جیسی بڑی بڑی آنکھیں، کھڑی ناک، گلاب کی پنکھڑیوں سے ہونٹ اور چمکتے رخسار اور سنجیدہ شخصیت۔ جو بھی منہالہ کو دیکھتا اس کا متاثر ہونا بنتا بھی تھا

منہالہ بچپن سے ہی ذہین تھی اپنے ہم عمر بچوں کے لحاظ سے اسکا آئی کیو لیول بھی قدرے بہتر تھا اور ہر بات کو بہت جلدی سمجھ جاتی۔ سادہ مگر پرکشش شخصیت کے ساتھ وہ واقعی الگ تھی۔ لاڈلی ہونے کی وجہ سے اسے چھوٹی سی بات پر بے انتہا غصہ کرتی اور ضد کرنے میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

لیاقت خان کا عالیشان

"KHANMENTION"

شام کی مدہم روشنی میں بھی جگمگا رہا تھا عالیاں شاندار وسیع و عریض لائبریری میں کتابوں میں سر دنیے مطالعہ میں مصروف تھا عالیاں کو مصالحو کا بے حد شوق تھا جب بھی عالیاں اکیڈمی سے آتا بس لائبریری میں گھس جاتا اور دیر تک مطالعہ کرتا رہتا آج بھی عالیاں مطالعے میں مگن تھا جب ملازمہ نے اسے صبا بیگم کے کہنے پر ڈنر پر آنے کا کہا عالیاں نے ڈائی ننگ روم میں داخل ہوتے سب کو سلام کیا ایک چنیر کھینچتے ہوئے اس پر براجمان ہوا اور کھانا کھانے لگا

www.urdu novels mania.com

”پڑھائی کیسی جارہی ہے بیٹا“

”بہت اچھی۔۔۔ نیکسٹ ویک سے فیزٹسٹ سٹارٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ فیزز“

”تک مجھے ہاسٹل میں رہنے دیجئیے۔ ساری روٹین ڈسٹرب ہوگئی ہے میری

مصروف انداز میں اس نے گلہ کیا۔

”بیٹا جب ہم یہاں شفٹ ہو ہی گئیے ہیں تو ہاسٹل میں رہنے کا کیا مقصد“

جواب لیاقت صاحب کی جانب سے آیا تھا۔ عالیان بھی سر کو خم دیتا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

-----*-----*-----*****-----*-----*-----*

ذہانت سے چمکتی بھوری آنکھیں، کالے سیاہ بال، چمکتی کشادہ پیشانی اور لمبا قد دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ اس کی شخصیت کا سحر سب کو اپنی پلیٹ میں لے لیتا تھا۔

عالیان کی فیملی کچھ دن پہلے ہی اسلام آباد شفٹ ہوئی تھی پہلے وہ سب کراچی میں رہتے تھے لیکن کراچی کے حالات ناگوار ہونے کے باعث وہ سب اسلام آباد آگئے عالیان میٹرک کے بعد اسلام آباد آگیا اور کالج کے قریب ہی ہاسٹل میں رہنے لگا عالیان کے والد لیاقت صاحب ہوٹلرز کی دنیا کی ایک جانی مانی شخصیت ہیں ان کے ہوٹلرز کی چیز پورے ملک میں ہیں

-----*-----*-----*-----*

کالج کے یونیفارم کے ساتھ حجاب لیے کالج بیگ کاندھے پر ڈالے ہالہ ڈائی ینگ میں داخل ہوئی ہی منہالہ ناشتے کے لئے بیٹھنے ہی والی تھی کہ گھڑی پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں منہالہ نے جلدی سے نقاب کی پن لگائی اور نادیدہ بیگم سے مخاطب ہوئی

"OKAY GOODBYE MOMI'M GETTING TOO LATE
ALLAH HAFIZ"

باہر نکلتے ہی اس کی نظر سامنے والے گھر کے گیٹ پر پڑی جہاں یونیفارم میں ملبوس ایک لڑکا کالج جانے کے لئے گھر سے نکل رہا تھا عالیان نے بھی نظروں کی تپش محسوس کرتے اچانک نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک سادہ لڑکی کالج کے یونیفارم میں کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی دونوں کی نظروں کا اچانک تصادم ہوا تو دونوں نظریں جھکا گئی۔

”چلیں ہالہ؟“

”جی بھائی“

کالج پہنچ کر منہالہ نے اپنے بھائی کو خدا حافظ کہا اور کالج میں داخل ہو گئی تیزی سے چلتے ہوئے کلاس کی طرف بڑھ گئی لیکن کلاس کے دروازے پر پہنچتے ہی اس کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔

ہر ایک میں دیکھتے ہیں ہم تجھے

تیرے عشق نے ہمیں سر-بازار رسوا کر دیا

(از خود) #

جب منہالہ کلاس روم تک پہنچی تو مس انیقہ ٹیسٹ شروع کروا چکی تھیں پہلا پیریڈ

فرکس کا تھا اور میم کافی سٹرکٹ تھیں کوئی اگر ان کے پیریڈ میں 2 منٹ بھی لیٹ ہو جاتا تو پورا پیریڈ کھڑا کر دیتیں، اب تو 15 منٹ گزر چکے تھے، منہالہ کو معلوم تھا اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے منہالہ نے حسبِ عادت نارمل انداز میں کہا

"MISSMAYICOMEIN?"

مس انیقہ کی نظر جونہی دروازے میں کھڑی منہالہ پر پڑی ان کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا

کچھ سٹوڈنٹس نے اسے سرائٹھا کر دیکھا اور پھر کام میں مصروف ہو گئے مس انیقہ نے اسے خوب ڈانٹ پلائی اور اسے کلاس سے جانے کا کہتے ہوئے ایک غصیلی نظر سب پر ڈالی جو اپنے کام میں مصروف تھے کیونکہ وہ جانتے تھے اگر ٹیسٹ وقت پر مکمل نہ ہوا تو کیا حشر ہوگا

www.urdu novels mania.com

منہالہ دل ہی دل میں خوش ہوتی کلاس سے ہٹ گئی اور کینٹین کا رخ کیا اور کاؤنٹر کی طرف متوجہ ہوئی

عالیان بھی کافی لیٹ ہو چکا تھا لیکن جب عالیان کلاس روم میں داخل ہوا تو اسے پتہ چلا کہ سر شبیر طبیعت ناساز کی وجہ سے کالج نہیں آئے عالیان سے اپنی سیٹ سنبھالی اور اپنے دوستوں سے باتیں کرنے لگا

”عالی یار بتا انڈیپینڈنس ڈے کا کیا پروگرام ہے؟“
 ”کیا پروگرام؟ فیز ہونے والے ہیں سڈمی پر کنسنٹرٹ کرو“
 عالیان نے بیگ میں کتابوں کا جائزہ لیتے کہا۔

بوڑھی ہڈی یہی عمر ہوتی ہے انجوائے کرنے کی۔۔۔ پھر تو انسان بزنس کے جھمیلوں کی نظر ہو جاتا ہے

دانیال نے اچلتی نظر اس پر ڈالتے کہا۔

”اتنے تم بزنس مین۔۔۔ سٹیٹس کے ٹیسٹ میں جو تمہارے ہاتھوں کو بریکیں لگ جاتی ہیں ناسب“
 ”جانتے ہیں

عالی نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ عالیان کی مسکراہٹ دلکش تھی جس سے وہ مقابل کا دل موہ لیتا اور آج اتفاق سے عالیان کا موڈ خوشگوار تھا

اس کی اس بات پر سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔

”اچھا دانی پلیر ٹرینٹر کے آرٹلڈ جیسا منہ بنا جو تو کسے گاہم سر تسلیم خم کر دیں گے“

عالیان نے سر کو ہلکا سا خم دیتے کہا۔۔۔۔

”تو باز آ جا“

دانیال نے اسکے شانے پر مکا جڑتے کہا۔

”تیرے رہتے تو میں باز نہیں آنے والا۔۔۔ ہاں تو مرنے کا پروگرام بنا لے تو شاید میں باز آ جاؤں“
”بندے کی شکل اچھی نا ہو تو بات اچھی کر لینی چاہیے“

دانیال نے خفگی سے منہ پھلاتے کہا۔

”کہہ تو دیکھو کون رہا ہے۔۔۔ جس کی نا شکل اچھی ہے نا عقل“

عالیان نے شاہد کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے کہا۔

اس سے قبل کہ دانی جو ابی کاروائی کر تا پیریڈ کی بیل بز ہونت لگی۔ پیریڈ کی بیل ہوتے ہی سب اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور سر اسلم کلاس میں داخل ہوئے

پیٹ پوجا کرنے کے بعد منہالہ بیل کی آواز سنتے ہی کلاس کی طرف ہولی مس انیقہ جا چکی تھیں
”یہ مس کھڑوس تو گئیں“

زرشا نے منہالہ کو خود سے بر بڑاتے دیکھا تو بولی ”اب اگر مس کھڑوس کو برا بھلا بول لیا ہو تو آ کر سیٹ پر بیٹھ جاؤ“ زرشا منہالہ کی بیسٹ فرینڈ تھی منہالہ اپنی ہر بات زرشا سے شتیر کرتی اور زرشا منہالہ سے !!
دونوں ابھی باتوں میں مصروف تھیں جب مس بریرہ کلاس میں داخل ہوئیں اور سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے

چھٹی کی بیل ہونے پر عالیان اپنے دوستوں سے بغل گیر ہوتا ہوا اپنا بیگ اٹھائے گیٹ کی طرف بڑھا جب اسے ایک دم صبح والا واقع یاد آیا جب وہ لڑکی عالیان کے سامنے آئی تو ایک دم عالیان کو عجیب سا احساس ہوا جو اسے آج سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا

ابھی وہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب ڈرائیور نے عالیان کو آواز دی اور وہ گھر کی طرف چل پڑے۔

عالیان اپنے موڈ کا تھا عالیان خود کالج جانا چاہتا تھا، لیکن صبا بیگم کے اصرار پر ڈرائیور کے ساتھ آیا تھا۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ کل اپنی من مانی کرے گا۔ اس کی بھوری آنکھیں شرارت سے چمک اٹھیں اور اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سج گئی۔

www.urdu novels mania
www.urdu novels mania.com

کالج سے واپسی پر بھی ہالہ کو شمر وز ہی لینے آیا تھا۔
”السلام علیکم بھائی“

”وعلیکم اسلام چندہ۔۔۔ کیسا گزرا دن؟“
 ”بہت اچھا“

نرم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ڈرائیو کرتے ہوئے وہ بات کرنے سے اجتناب ہی کرتی تھی۔ وہ سائیڈ مرر سے باہر دیکھنے لگی۔

منہالہ کو ایک دم صبح کا منظر یاد آیا جب اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے اسے عجیب احساس نے آگھیرا تھا۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ منہالہ تو ہر گز لڑکوں میں انٹر سٹ نہ لیتی اور نہ ہی دوسری لڑکیوں کی طرح فلموں اور ڈراموں کے ہیروز پر گھنٹوں گوسپ کرتی، بلکہ وہ تو ایسی باتوں سے چڑھتی تھی۔ اسے پیار محبت پر یقین تھا تو صرف پیئرمنٹس اور بہن بھائیوں کی محبت پر، اس کی نظر میں پوری دنیا مٹھاس کا لبادہ اوڑھے ایک کڑوی حقیقت تھی۔ وہ تو کسی کو ایک نظر دیکھ کر راضی نہ تھی تو آج!!!!!!

ابھی وہ سوچوں میں ڈوبی کئی سوالوں کے جواب تلاش کر رہی تھی جب ضمائر نے منہالہ کے پر سوچ چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا ”کیا ہوا منہالہ کیا سوچ رہی ہو؟“ منہالہ ایک دم چونکی ”کچھ نہیں بھائی بس کالج کے بارے میں۔ آپ پریشان نہ ہوں“ منہالہ مسکرا کر بولی تو ضمائر کا دل پر سکون ہو گیا۔

عالیان ابھی اس شہد رنگ کی جھیل سی گہری آنکھوں والی لڑکی کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا جب ڈرائیور نے گھر کے آگے گاڑی لا کر ہارن بجایا۔ عالیان تیزی سے بیگ اٹھا تا گھر کی طرف بڑھ گیا۔

بعض اوقات ہم خود نہیں جان پاتے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ ہماری سوچوں پر ہمارا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہمارا دماغ خود بخود منصوبہ بندی کرتے اس پر عمل پیرا ہوتا ہے اور ہم انجان سب کچھ کر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اللہ پاک کے اختیار میں انسان کا دل ایسے ہے جیسے دو انگلیوں کے درمیان ہو اور وہ جب چاہے اسے جس بھی طرف موڑ دے۔۔۔۔ انسان چاہ بھی نہیں سکتا جب تک اللہ پاک نا چاہیں۔

محبت اور موت کوئی ہی نہیں جانتا کب، کس پر کیسے اور کہاں وارد ہو جائے لیکن دونوں کے آگے انسان بے بس ہے۔۔۔۔ بس فرق یہ ہے کہ موت سب کچھ ختم کر دیتی ہے جبکہ محبت اگر درست ہو تو زندگی سنوار دیتی ہے اور اگر درست نا ہو تو برباد کرنے کوئی ہی کسر نہیں چھوڑتی۔

ان دلوں میں بھی محبت کی کونسل کھلنے لگی تھی۔ اب اس کا انجام کیا تھا یہ تو فقط کاتب تقدیر ہی جانتا تھا۔

*

**

ضمائر نے کارلا کر گھر کے پورچ میں روکی منہالہ نے اپنا بیگ پکڑا اور ضمائر سے مخاطب ہوئی

"بھائی آج آپ جلدی آجائے گا زوار کا برتھ ڈے ہے"

”اتنا تو اپنے بیٹے کا مجھے نہیں پتہ جتنا تمہیں پتہ ہے“
 ”میں اس کی عقلمند پھوپھو ہوں نا اس لئے آپ جیس نا ہوں“
 ”او کے اب میں بوتیک جا رہا ہوں آج کافی کام ہے وہاں“
 ”اللہ حافظ“

منہالہ کو گھر ڈراپ کرنے کے بعد ضمائر چلا گیا اور منہالہ خوشی خوشی بیگ سنبھالتی گھر میں داخل ہو گئی

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

تیرے عشق میں ایسا ڈوبے
 کہ
 خود کو بھی کھو دیا
 # (از خود)

جب منہالہ گھر میں داخل ہوئی تو لاؤنج میں سامنے بیٹھے معیز صاحب کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے کہنے لگی

"ماموں! آپ کب آئے؟"

منہالہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے مخاطب ہوئے

بس ابھی آیا ہوں۔ آپ کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟ "بہت اچھی" منہالہ نے جھٹ سے جواب دیا۔ "زر جان بھائی، انشا اور افراسیاب بھائی کیسے ہیں؟" منہالہ نے معیز صاحب کے بچوں کے متعلق دریافت کیا۔ "سب ٹھیک ہیں" معیز صاحب نے جواب دیا اور سب گفتگو میں مصروف ہو گئے۔

منہالہ اور جابسا اوقات لڑتی ہی رہتیں تھیں لیکن اس لڑائی میں بے پناہ محبت ہوتی۔ معیز صاحب کے جانے کے بعد منہالہ جاب کے ساتھ کمرے میں چلی گئی۔ "جی کتنی موٹی ہو گئی تم" منہالہ نے جان بوجھ کر جاب کو تنگ کیا تھا جبکہ جاب کافی سمارٹ تھی۔ لیکن منہالہ اس سے زیادہ دہلی پتلی تھی۔

"ہونہ ٹھیک کہہ رہی ہو سوکھی ڈھانچی"

جاب نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

"آپو کیا ہو گیا"

منہالہ نے جا کا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔ منہالہ جا کو کبھی جاکستی تو کبھی حبی جب دل کرتا آپی یا آپوکستی۔۔۔۔۔ ایک تو تم بھی

نا۔۔۔۔۔ جانے منہالہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اور منہالہ نے زور سے جا کو خود میں بھینچ لیا۔

اگلی صبح منہالہ کالج جاتے ہوئے کار کے ونڈو پین سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ضمائر ہمیشہ کی طرح احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ اتنی دیر میں ایک تن فن کرتی ہیومی بائیک ان کی کار کو اور ٹیک کرتے ہوئے آگے گزر گئی۔ اس نوجوان نے ہیلیمٹ پہن رکھا تھی۔ منہالہ نے اسے پیچھے سے دیکھا تو اسے ایک OBSERVE منٹ نہ لگا اسے پہچاننے میں کہ وہ کون ہے؟ منہالہ ہر چیز کو جلد

منہالہ کالج کے گیٹ پر ضمائر کو اللہ حافظ کہتے ہوئے کالج میں داخل ہو گئی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی منہالہ اس لڑکے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئی۔ منہالہ کو سوچوں میں گم دیکھ کر زرشا اس کے قریب "آئی اور کہنے لگی "عمم عمم خیریت؟ کس کی یادوں میں گم ہو؟

"آج کیمسٹری کا ٹیسٹ ہے نا تو وہی سوچ رہی تھی چلو جلدی کلاس میں۔ پیریڈ شروع ہونے والا ہے"

آج پورا دن منہالہ روزانہ کے برعکس کافی چپ تھی اور اس بات کو زرشانے نوٹ کیا تھا۔ چھٹی کے وقت منہالہ نے چپ چاپ اپنا بیگ اٹھایا اور باہر کی طرف بڑھ گئی اور خاموشی سے آکر ضمائر کو سلام کرنے کے بعد گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ضمائر نے بھی منہالہ کی خاموشی کو محسوس کیا تھا۔

"کیا بات ہے منہالہ اتنی چپ کیوں ہو"

"کچھ نہیں بھائی بس پڑھائی کا برڈن ہے"

منہالہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

جب عالیان گھر میں داخل ہوا تو صبا بیگم کو سامنے ہی کھڑا پایا۔ چونکہ عالیان صبح اپنی بائیک پر کالج گیا تھی نہ کہ ڈرائیور کے ساتھ۔ جس بات پر صبا بیگم کا غصہ ہوا کھا گیا۔ عالیان نے نظر بچا کر جانا چاہا لیکن صبا بیگم نے آواز دے دی "عالیان!" اور پھر صبا بیگم نے عالیان کی خوب کلاس لی۔

www.urdu novels mania.com

آج موسم نہایت خوشگوار تھا۔ منہالہ اپنی بکس لے کر حسب عادت چھت پر چلی گئی۔ منہالہ کو واک کرتے ہوئی سبق یاد کرنا اچھا لگتا تھا۔ ابھی منہالہ کیمسٹری کا لیسن یاد کر رہی تھی جب اس کی نظر سامنے والے گھر کی چھت پر کرسی ڈال کر بیٹھے نوجوان پر پڑی۔ بلو شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس عالیان موبائل استعمال کر رہا تھا۔ کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے عالیان نے نظر اٹھا کر دیکھا

تو منہالہ کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اورنج اور سیلے فراک کے ساتھ اورنج حجاب منہالہ پر خوب بچ رہا تھا۔

دونوں بنا پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ناجانے کتنے لمحات گزر گئے لیکن دونوں ایک دوسرے کو یک ٹک دیکھتے رہے۔ اتنے میں صبا بیگم نے عالیان کو آواز دی اور عالیان چلا گیا۔ منہالہ بھی دوبارہ پڑھائی میں مصروف ہو گئی۔

برخلاف معمول آج منہالہ کا پڑھائی کیا کسی بھی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ منہالہ کو اس لڑکے کا چہرہ اور آنکھیں بار بار ستا رہی تھیں۔

اپنی سوچوں سے تنگ آ کر منہالہ نے سر جھٹکا اور لیپ ٹاپ آن کرنے لگی۔ سوفٹ میوزک کے ساتھ گیمز کھیلنا منہالہ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

منہالہ کو آن لائن لڈو کھیلنا بے حد اچھا لگتا۔ منہالہ ہمیشہ فیس بک پر ہی لڈو کھیلتی۔

ہر سوچ کو ذہن سے نکالتے ہوئے منہالہ میوزک کے ساتھ اپنی فیورٹ گیم کھیل رہی تھی۔ پورے کمرے میں اریجیت کی سریلی آوازیں مسو رکن گانا بچ رہا تھا۔

KAISEBATAYEIN

KAISEJATAEIN

SUBAHTAKTUJHMEINJEENACHAAHEIN

BHEEGELABOONKIGEELIHASIKO
PEENEKAMOSAMHAIPEENACHAHEIN

یکدم منہالہ کے ذہن میں عالیاں کا چہرہ ابھرا۔

EKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
TEREISHAQKIMUJHKO ADATHAI
EKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
TEREISHAQKIMUJHKO
ADATHAI.....

ADATHAI

OOOOOO...

ADATHAI.....

ADATHAI

OOOOOOOOOO...

ADATHAI.....

EHSAASTERE AUR MERETO

EKDOOJESEJURNELAGE

EKTERITALABMUJHEAISILAGI

MEREHOSHBHIURNELAGE

منہالہ کو یاد آیا جب وہ اور عالیاں ایک دوسرے کو یک ٹک دیکھ رہے تھے۔

MUJHEMILTASUKOONTERIBAAHOONMEIN
 JANNATJAISIEKRAHATHAI
 EKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
 TEREISHAQKIMUJHKOADATHAI
 EKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
 TEREISHAQKIMUJHKOADATHAI.....

0000000000

ADATHAI.....

ADATHAI

00000000000000

ADATHAI.....

KYOUNSABSEJUDA

KYOUNSBSEALAG

ANDAAZTERELAGTE

www.urdu... عالیان کا پلکیں اٹھانے کا دل موہ لینے والا انداز منہالہ کو یاد آیا۔

BE-SAKHTAHUMSAYESETERE
 HARSHAMLIPATTEHEIN

وہ چاہ کر بھی عالیان کے خیالات سے باہر نہیں آ پارہی تھی۔

HARWAQTMERAQURBATMEINTERI
JABGUZRETOIBAADATHAI
IKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
TEREISHQKIMUJHKOADATHAI

EKBAATKAHOONKIAIJAZATHAI
TEREISHAQKIMUJHKOADATHAI.....
OOOOOOOOOOO
ADATHAI.....
ADATHAI
OOOOOOOOOOOOO
ADATHAI.....

urdu
novels mania
www.urdu novelsmania.com

عالیان کی سوچ میں بار بار ایک ہی نام اور ایک ہی چہرہ آ رہا تھا۔ عالیان منہالہ کا نام جانتا تھا۔ جب ضمائر نے منہالہ کو آواز دی تھی تب عالیان نے سن لیا تھا۔ عالیان کھانا کھاتے ہوئے بھی انہی سوچوں میں گم تھا جب روحان نے اسے مخاطب کیا

"عالی بھائی کیا ہوا ہے؟"

"کچھ نہیں"

عالیان نے مختصر جواب دیا اور اپنا فون پکڑ کر لائبریری کی طرف چل دیا۔

منہالہ اب فارغ ہو چکی تھی۔ اس کے آگے امرود پڑے تھے جبکہ وہ خود بلبلانے میں مصروف تھی۔ اسی اثناء میں جہا صاحبہ کمرے میں تشریف لے آئیں۔ اور اسے کراتا ہوا دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ امرود کے بیچ اس کے دانتوں میں بری طرح چبھ گئے تھے۔ کیونکہ امرود ابھی کچا تھا منہالہ نے روند ہی شکل بنا کر کہا۔

جہا جو کاتی دیر سے اپنی ہنسی ضبط کئیے ہوئے تھی اب اس کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

منہالہ کے غصیلے تاثرات کچھ غلط ہونے کا پتہ دے رہے تھے،

جیسے ہی جانے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا وہ باہر کی طرف بھاگ گئی اور منہالہ بیچاری دانت کچکچاتی رہ گئی۔

www.urdu novels mania
www.urdu novels mania.com

اگلے دن جب منہالہ کالج جانے کے لئے گھر سے باہر آئی تو آج بھی سامنے عالیان کو پایا لیکن منہالہ نے اسے ایک نظر دیکھ کر نظریں جھکا لیں کیونکہ ضمائر منہالہ کی طرف ہی متوجہ تھا۔ عالیان کو دیکھ کر منہالہ کو عجیب سا سکون محسوس ہوا۔

منہالہ ضمائر کے ساتھ کالج جا چکی تھی۔
 منہالہ کے جانے کے بعد عالیان کے ہونٹوں کی تراش میں ایک گہری اور دلفریب مسکراہٹ
 ابھری۔ اور وہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

آج منہالہ معمول سے بھی زیادہ چمک رہی تھی۔ برخلاف معمول آج وہ بات بے بات آپ ہی آپ
 مسکرا رہی تھی منہالہ کو ایک عجیب سی خوشی اور سکون نے آگھیرا تھا

منہالہ نے جا کے لئیے بڑے پیار سے پکوڑے بنائے اور کمرے میں چلی گئی۔
 وہ جا کے پاس بیٹھ گئی اور اسے پکوڑے آفر کئے۔ جانے اپنی پیاری سی بہن کو محبت پاش نظروں
 سے دیکھا اور مسکراتے ہوئے ایک پکوڑا اٹھالیا۔
 کیونکہ وہ انجام سے بے خبر تھی۔
 لیکن جو نہی جانے چنانا شروع کیا اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اسے پوری دنیا کی کڑواہٹ
 اپنی زبان پر محسوس ہو رہی تھی۔

کیونکہ سبز مرچ کا ایک بڑا سا ٹکرا اس کے دانتوں تلے آچکا تھا۔
جبا پچاری ٹرپ رہی تھی اور منہالہ اس کی حالت سے محظوظ ہو رہی تھی۔
یہ کل والی بات کا بدلہ تھا"
یہ کہتے ہوئے منہالہ پانی لینے چلی گئی۔

دن گزرتے گئے منہالہ کے منتحلی ٹیسٹ ہو رہے تھے اور وہ دل و جان سے پریپریشن میں مگن تھی
عالیان بھی سٹڈیز میں مصروف ہو گیا
اس دوران منہالہ اور عالیان کا سامنا نہیں ہو سکا

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

ٹیسٹ ختم ہونے پر بہت دنوں بعد آج منہالہ کافی پرسکون نظر آ رہی تھی کافی کامگ ہاتھ میں تھامے
ریلنگ پر جھکے وہ خوشگوار موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھی اسی دوران عالیان کال اینڈ کرتے ہوئے
بالکونی میں آ گیا
بات کرتے ہوئے اس کی نظر اٹھی اور پھر جھکنا بھول گئی

محبت کے رنگ اوڑھ کر ہی تو خوشنما ہوں
تم ہی تو ہو مجھ میں میں کہاں ہوں

عالیان کی نظر اٹھی اور پھر جھکنا بھول گئیں اسے یہ بھی یاد نہ رہا کہ فون پر کوئی اس سے مخاطب ہے وہ تو اپنے سامنے موجود قدرت کے حسین شاہکار کو دیکھ رہا تھا طویل انتظار کے بعد مقابل کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔ خوشگوار موسم کے دلفریب نظاروں میں کھوئے ہوئے وہ لڑکی سیدھا عالیان کے دل میں اتر رہی تھی۔ بلیک اور گولڈن کمبینیشن کرتے کے ساتھ بلیک ٹراؤزر اور ڈوپٹہ اوڑھے معصومیت سے پرچہری کے ساتھ وہ ایک پری معلوم ہو رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے نرم بالوں کے پکھوں کو چھیڑ رہے تھے۔ زندگی سے بھرپور شہد رنگ آنکھیں دور کسی شے پر مرکوز تھیں۔ ارد گرد سے بے خبر وہ خوشگوار موسم کے نظاروں میں گم تھی۔ اپنے وجود پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے منہالہ نے پلکیں اٹھائیں۔ بلیک جینز اور براؤن شرٹ میں عالیان کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔

ہر چیز سے بیگانہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ ایک دلکش مسکراہٹ نے عالیان کے انابی ہونٹوں کا احاطہ کیا۔ منہالہ کے چہرے پر بھی دلفریب مسکراہٹ پھیل گئی۔ نجانے کتنے ہی لمحے سرک گئے۔ اور وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں کھوئے رہے۔ سکوت کے لمحے شاید نہ ٹوٹتے لیکن صبا بیگم نے عالیان کو آواز دی جو منہالہ تک بھی رسائی پا چکی تھی۔ منہالہ جاتے ہوئے عالیان کی پشت کو دیکھتے ہوئے زیر لب بڑبڑائی "عالیان" اور وہ بھی چلی گئی۔

ان دونوں کا اکثر آئینہ سامنا ہو جاتا۔ وہ نجانے کتنی ہی دیر ہوا کے صفحات پر مکالمے لکھتے۔ کتنی ہی دیر خاموشی باتیں کرتی۔ خاموشی کی بھی اپنی ہی زبان ہوتی ہے۔ جو باتیں انسان کبھی نہیں کہہ پاتا وہ خاموشی کہہ جاتی ہے۔

بولے بنا آنکھیں دل کا حال کہہ جاتیں۔ کیونکہ آنکھیں دل کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔

ان دونوں کو اپنے جذبات بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑتی کیونکہ یہ کام ان کی آنکھیں کر جاتی تھیں ایسے ہواؤں پر خاموش مکالموں کا تبادلہ ہوتا رہا اور وقت تیزی سے پر لگائے گزر تا گیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی محبت عشق میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اور عشق جب کسی وجود میں سرایت کر جاتا ہے تو عشق اپنی جڑیں اتنی گہری کر لیتا ہے کہ اس عشق کو ختم کرنے کے لئے اس وجود کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عشق پھر بھی ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ عشق تو روح تک کو اپنی پلیٹ میں لے لیتا ہے۔ عشق میں تو روح، روح سے منسلک ہو جاتی ہے۔
تو پھر موت کیسے روح کو علیحدہ کر سکتی ہے۔

منہالہ اور عالیان کا رزلٹ آچکا تھا۔

دونوں اللہ کے فضل و کرم سے امتیازی نمبرز کے ساتھ پاس ہوئے تھے۔

منہالہ اپنی میڈیکل کی تعلیم مکمل کرنے اپنی خالہ کے اصرار پر ان کے پاس چلی گئی تھی جو خود گائناکالوجسٹ تھیں اور اوران کی بیٹی ہارٹ سپیشلسٹ تھی۔
وہ لندن میں رہتی تھیں۔

عالیان نے بھی اپنی تعلیم جاری رکھی۔

ان دونوں کے درمیان طویل فاصلے حائل ہو چکے تھے۔ ان فاصلوں کو ختم کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔

ایک دوسرے سے بے پناہ عشق کرنے کے باوجود انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے بات نہیں کی تھی کیونکہ وہ اپنی حدود کو جانتے تھے۔



تنہا یہ وجودہ

ٹڑپ رہا ہے تیرے بن

سگ رہا ہے تیرے بن

تیرے بن

(از خود)

حالات جیسے بھی ہوں وقت تو گزر ہی جاتا ہے۔ وقت کا کام گزرنا ہے۔
وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔ وقت بہت ظالم ہے۔ کسی پر ترس نہیں کھاتا۔ گزرتے وقت کے
ساتھ کچھ لوگ بظاہر بدل جاتے ہیں لیکن ان کے احساس و جذبات!!!!!! وہ کبھی نہیں بدلتے۔ کون

جانے بظاہر مضبوط اور سنجیدہ نظر آنے والا انسان اندر سے کس قدر ٹوٹ پھوٹ کا شکار

؟؟؟؟؟؟- - - - -

کس قدر بکھرا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔؟

کوئی نہیں جانتا۔ کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اللہ کی پاک ذات کے یا پھر اس انسان کے جس پر گزرتی ہے۔

وقت بہت سے لوگوں کو بدل دیتا ہے۔۔۔

وقت۔۔۔۔۔ خیر چھوڑیں اس وقت تو ہم پوائنٹ پر آتے ہیں۔۔۔

اول ہوں فوڈ پوائنٹ پر نہیں سٹوری کے پوائنٹ پر۔۔

پانچ سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس کی زندگی کا اہم مقصد مکمل ہو چکا تھا۔ وہ ڈاکٹر بن چکی تھی۔ اس کی بچپن کی خواہش پوری ہو چکی تھی جس کے لئے اسے جان توڑ محنت بھی کرنی پڑی تھی۔ لیکن وہ ابھی بھی نامکمل تھی۔

عالیان ہر پل ہر، ہر وقت، ہر لمحے اس کے خیالات کی زینت بنا رہتا۔
خود کو مطمئن کرنے کے لیے اس نے خود کو بے جا مصروف کر لیا تھا

عالیان احمد خان بزنس کی دنیا کا ایک مشہور و معروف نام بن چکا تھا۔
بڑی بڑی کمپنیز

"A.KINDUSTRIES"

کے ساتھ کام کرنے کی خواہش رکھتی تھیں۔

کم وقت میں کامیابی کے مینار تک پہنچا آسان نہیں ہوتا۔

نہ ہی ہر ایک کے نصیب میں ہوتا ہے۔

اور عالیان ان چند خوش نصیبوں میں سے ایک تھا۔

عالیان خود کو کام میں اس قدر غرق کر چکا تھا کہ اسے خود اپنا ہوش نہیں تھا۔

لیکن ایک احساس نے اس کا ساتھ کبھی ناچھوڑا تھا۔

بیٹھے تھے اپنی موج میں، اچانک سے رو پڑے

یوں آکے تیری یاد نے۔۔۔!! اچھا نہیں کیا

دیارِ غیر میں رہتے ہوئے منہالہ اکتا گئی تھی۔ اسے پاکستان آئے ہوئے دودن گزر گئے

تھے۔ ضمائر نے اپنے بوتیک کے قریب ہی گھر لے لیا تھا اور اب وہ وہاں شفٹ ہو گئے تھے۔

جہاں شادی اس کے ماموں کے بیٹے زرجان سے ہو گئی تھی۔

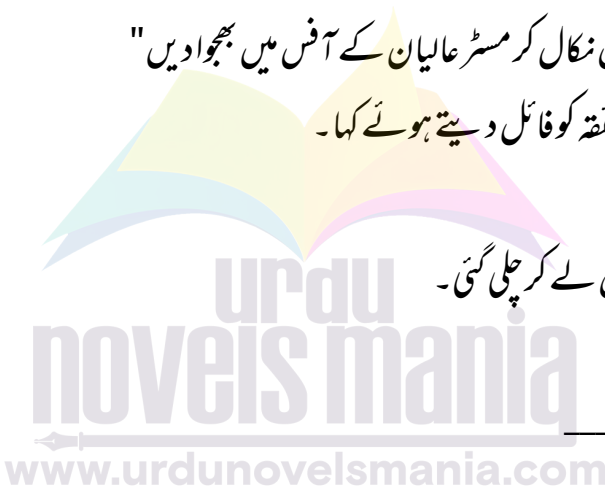
ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا

رقص دیکھا ہے کبھی شاخ سے گرتے ہوئے پتوں کا۔۔۔ ۹۹
یوں جھوم کے گرتے ہیں تیری یاد میں آنسو

"اس فائل کے پرنٹس نکال کر مسٹر عالیان کے آفس میں بھجوا دیں"
عاصم صاحب نے سائنقہ کو فائل دیتے ہوئے کہا۔

"او کے پاپا"

کہتے ہوئے سائنقہ فائل لے کر چلی گئی۔



عاصم صاحب عالیان کے بزنس پارٹنر تھے۔ سائنقہ ان کی بیٹی تھی جو خود کو مصروف رکھنے اور اپنے بابا کے قریب رہنے کے لئیے اسی آفس میں کام کرتی تھی۔
سائنقہ کی ماما کی وفات ہو چکی تھی جب وہ دو سال کی تھی۔ عاصم صاحب نے اسے باپ کی طرح شفقت بھی دی اور ماں کی طرح توجہ بھی۔

دونوں باپ بیٹی ہی ایک دوسرے کی کل کائنات تھے۔

سائقہ ایک خوش مزاج اور صاف دل کی لڑکی تھی۔ لیکن اس کا مغربی حلیہ اور لبرل ہونا اس کے لئے اکثر تنقید کی وجہ بنتا۔

کالی آنکھیں، کشادہ پیشانی، مضبوط جسم، ہلکی سانولی رنگت اور چھپے فٹ قد کا وہ شاندار نوجوان کافی دیر سے جوگنگ کر رہا کر رہا تھا۔ ہاف سلیوٹی شرٹ سے کسرتی بازو جھانک رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کی نظریں اس پر مرکوز تھیں لیکن وہ دنیا وہاں سے بے نیاز اپنی سرگرمی جاری رکھے ہوئے تھا۔ ایک گھنٹہ جوگنگ کرنے کے بعد افراسیاب ایک سیٹ پر براجمان ہوا اور انرجی ڈرنک پینے لگا۔

www.urdu novels mania.com

جانے کب کیا ہو گیا

جو ہم

تیری محبت سے تیرے عشق میں مبتلا ہو گئے

(از خود)

"پریزنٹیشن ریڈی ہے۔ اور کچھ؟"

افراسیاب نے مسکراتے ہوئے یوایس بی سائٹہ کی طرف بڑھائی۔
"نہیں، تھینکس"

سائٹہ نے جواباً مسکرا کر افراسیاب سے یوایس بی لے لی۔
"یو آرویلکم"

کستے ہوئے افراسیاب دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

افراسیاب کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا۔ لیکن سائٹہ کو وہ ہمیشہ اچھے سے ٹریٹ کرتا۔ جو سب کو لیگز، کوشک میں مبتلا کرنے کے لئیے کافی تھا۔
یہی تو ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ بنا سچائی جانے لوگ قیاس آرائیاں کرنے لگتے ہیں۔ وہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ہر منظر کا ایک پس منظر ہوتا ہے۔

افراسیاب کو سائٹہ کے چہرے پر رقم وہ اذیت نظر آتی جو کوئی نہیں دیکھ پاتا تھا۔ اس کے والد کے علاوہ اور کوئی ہی رشتہ ناک تھا۔ لوگوں کو دیکھ اس کی آنکھوں میں حسرت ہلکورے لیتی تھی۔

دراصل جو لوگ اندر سے ویران اور تنہا ہو جاتے ہیں وہ اپنے غم اور دکھ کو چھپانے کے لئے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجالتے ہیں تاکہ کسی کو ان کے دکھ کا پتہ نہ ملے، انہیں اپنی اداسی کی وجہ نہ بتانی پڑے۔ کچھ لوگ اس لئے زیادہ ہنستے ہیں کہ کہیں رونادیں۔

خود اداس ہونے کے باوجود وہ لوگوں کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ خود خوش نہیں ہو سکتے لیکن دوسروں کو خوش دیکھ کر انہیں راحت ملتی ہے۔ جن لوگوں کو مناسب توجہ نہیں ملتی، وہ لوگ ایسے ہو جاتے ہیں۔

زندگی میں موجود محرومیاں انسان کو اس دہانے تک لی آتی ہیں۔ اگرچہ سائنقہ کو عاصم صاحب نے بھرپور توجہ دی تھی لیکن ماں کی کمی کو کون پورا کر سکتا ہے۔۔۔۔؟ چاہے کچھ بھی کر لیا جائے لیکن ماں کی کمی کبھی پوری نہیں ہوتی۔

یہ ایک ایسی انمول نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ افراسیاب اس کی اذیت کو کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تاکہ وہ اکیلا پن محسوس نہ کرے۔ وہ واحد انسان تھی جس سے افراسیاب اچھے سے بات کرتا تھا۔

ورنہ کسی لڑکی کے ساتھ کیا لڑکے کے ساتھ بھی ٹھیک سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا۔

"MinhalayouhavetoJoin!!!"

سائق نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"BUTICAN'T"

"وائی"

"اففف۔ اوکے آئی ول"

منہالہ نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"ویننگ فار یو۔ اوکے گڈ بائی۔ اللہ حافظ۔"

کہتے ہوئے سائق نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

منہالہ کا بالکل موڈ نہیں تھا لیکن سائی قہ کی بات وہ ٹال نہیں سکتی تھی لہذا پارٹی کی تھیم کے مطابق تیاری کرنے لگی۔

"بٹ وائی افراسیاب؟ وائی یو ڈونٹ وانٹ ٹو جائن دی پارٹی؟"

"بی کا ز آئی ایم ناٹ انٹر سٹڈ ان دس کائنڈ آف سیلبریشن"

www.urdu novelsmania.com

"بٹ۔۔۔"

سائق کی بات کو کاٹتے ہوئے افراسیاب بولا

"پلیز ڈونٹ انسٹ می"

"ایز پر یور اون وش۔ ٹیک کئیر"

عالیان اپنے کمرے میں بیٹھا نجانے کن سوچوں میں غوطہ زن تھا۔

پارٹی کا خیال آتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
 پارٹی تھیم کے مطابق عالیان نے بلیک پینٹ کوٹ کے ساتھ وائٹ ڈریس شرٹ کا انتخاب کیا اور
 باتھ روم میں گھس گیا۔

منہالہ نے تھیم کے مطابق بلیک ایوننگ گاؤن کا انتخاب کیا۔ ڈائمنڈ نیپلس کو اپنی صراحی دار گردن کی
 زینت بنائے، کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے، نازک کلائی میں ڈائمنڈ بریسلٹ اور ڈائمنڈ رنگ پہنے وہ خود
 بھی کسی ہیرے کی مانند ہی چمک رہی تھی۔

لائٹ میک اپ اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہا تھا۔ ماسک پہن کر اور بلیک ہیل والے سینڈل پہنے
 اب منہالہ بالکل تیار تھی۔ منہالہ نے اپنا بیگ اور گاڑی کی چابی اٹھائی اور چل دی۔

www.urdu novels mania.com

پارٹی شروع ہو چکی تھی۔ ہر طرف گہما گہمی تھی۔ لائٹ براؤن ماربل سے بنے ہال کی دیواروں سے
 رنگ برنگی روشنی ٹکرا کر خوبصورت سما پیش کر رہی تھی۔
 بائیں جانب ڈرنک کاؤنٹر تھا۔ سیلنگ پر لگے گولڈن شینڈلیر ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے
 تھے۔

انٹرنس پر ڈارک بلیو، بلیک اور وائٹ ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ سب لائٹ میوزک سے محفوظ ہو رہے تھے۔ ہاتھوں میں ڈرنکس تھامے سب پارٹی کو انجوائے کر رہے تھے۔

اسی دوران ہال کے سامنے ایک بی ایم ڈبلیو آکر رکی جس میں سے ایک شاندار نوجوان برآمد ہوا۔

بھوری چمکدار آنکھیں، سیاہ بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیا گیا تھا، ہلکی سی

سٹبل بڑھی ہوئی، عنابی ہونٹ، کشادہ پیشانی اور 6 فٹ قد کا نوجوان سب کو اپنی طرف متوجہ کر رہا

تھا۔ بانیں ہاتھ میں پہنی قیمتی گھڑی چمک رہی تھی۔ بلیک سوٹ اور بلیک شوز میں ملبوس عالیان کسی

سلطنت کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ شان بے نیازی سے قدم اٹھاتا وہ ہال میں داخل ہوا۔ عالیان نے

ماسک پہن رکھا تھا۔ سائنقہ سے ملنے کے بعد عالیان بے زاری سے ارد گرد نظر دوڑانے لگا



فقط ایک کا ہونے میں ہی حسن بندگی ہے غالب

جوروز قبلہ بدلتے ہیں، وہ بے دین ہوتے ہیں

گاڑی پارک کر کے منہالہ اپنے مخصوص دھیمے انداز میں چلتی ہوئی ہال میں داخل ہوئی۔ منہالہ سیدھا

صائنقہ کے پاس آئی۔ اور اس سے باتوں میں مشغول ہو گئی۔ منہالہ نے ہاف ماسک پہنا ہوا تھا جس میں

سے اس کے ہونٹوں پر لگی سرخ لپ سٹک صاف نظر آرہی تھی۔ شہد رنگ آنکھیں ماسک میں سے جھانک رہی تھیں۔

عالیان کی نظر خود بخود اس طرف اٹھ گئی جہاں منہالہ کھڑی کسی بات پر مسکرا رہی تھی۔ عالیان کے قدم اس طرف اٹھ گئے۔ عالیان کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔ ان دونوں کے درمیان چند ہی قدم کا فاصلہ رہ گیا تھا جب پورے ہال کی لائٹس بند ہو گئیں۔ عالیان جہاں تھا وہیں رک گیا۔

صائقہ نے غیم ارتج کیا تھا۔ صائقہ نے سب لڑکیوں کو ایک قطار میں کھڑا کیا اور لڑکوں کو ان کے مقابل ایک قطار میں کھڑا کر دیا۔

ان کاٹاسک اپنے مقابل کے ساتھ ڈانس کرنا تھا۔ پورے ہال میں مدھم روشنی تھی بمشکل ایک دوسرے کر دیکھا جاسکتا تھا۔

www.urdu novels mania .com

سب اپنا ڈانس پارٹنر سیلیکٹ کر چکے تھے۔

قسمت نے منہالہ اور عالیان کو ملانے کی سازش کی تھی۔ دونوں ایک ساتھ رقص کر رہے تھے۔

عالیان کو تو پہلے ہی اپنے مقابل لڑکی پر منہالہ کا شک گزرا تھا جواب شدت اختیار کر چکا تھا۔

منہالہ کو اپنے مقابل شخص میں شناسائی کی رمق مل رہی تھی۔

دونوں کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔

ہال میں ڈسکولائٹس آن تھیں۔

ہال میں رومینٹک سا بگ گونج رہا تھا جس سے ماحول مزید خواہناک معلوم ہو رہا تھا۔

HAMTEREBINABREHNAHISAKTE
TEREBINAKIAWAJOODMERA
HAMTEREBINABREHNAHISAKTE
TEREBINAKIAWAJOODMERA

منہالہ اور عالیان کا یہی حال تو تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نا مکمل تھے۔ مجبوری کے تحت تو جینا پر رہا تھا۔

TUJHSEJUDAAGARHOJAEINGE
TO
KHUDSEHIHOJAEINGEJUDA

ایک دوسرے کے بغیر دونوں سانس لینے والے سٹیچو تھے۔
ہر پل وہ بن پانی کی مچھلی کی مثال بنے رہتے تھے۔
وہ زندہ تو تھے لیکن جی نہیں رہے تھے۔

KYOUNKITUMHIHOABTUMHIHO
ZINDAGIABTUMHI
CHAINBHI
MERADARDBHI

MERIAASHIQUIABTUMHIHO
وہ ایک دوسرے کی عادت بن چکے تھے۔ ایک دوسرے کے بنا جینا بالکل بے معنی تھا۔

TERAMERARISHTAHAIIKAISA

IKPALDORGAWARANHI

بظاہر تو ان کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ دراصل ان کا روح کا رشتہ تھا۔ اور جب روحيں آپس میں جڑ جائیں تو کوئی طاقت انہیں علیحدہ نہیں کر سکتی سوائے اس پاک ذات کے۔

TERELIYEHARROZHEINJEETE

TUJHKODIYAMERAWAQTSABHI

KOILAMHAMERANAHOTEREBINA

HARSAANSPENAAMTERA

بے شک ایک طویل عرصہ وہ ایک دوسرے سے دور تھے لیکن ایک دوسرے کا تخیل ہمیشہ ان کے پاس تھا۔ ہر سانس کے ساتھ اپنے محبوب کا خیال ہو تو کیا ہی بات ہے

KYOUNKITUMHIHOABTUMHIHO

ZINDAGIABTUMHI

CHAINBHI

MERADARDBHI

MERIAASHIQUIABTUMHIHO

TERELIYEHIIJIYAMEIN

KHUDKOJOYUNDEDIYAHAI

TERIWAFANEMUJHKOSANBHALA

SAAREGHAMOONKODILSENIKALA

وہ اس آس پر ہی زندہ تھے کہ شاید کبھی تو آمنہ سامنا ہو جائیگا۔ کبھی تو وہ ملیں گے۔

TERESATHMERAHAINASEEBJURA

TUJHEPAAKEADHOORANARAHA

KYOUNKITUMHIHOABTUMHIHO

ZINDAGIABTUMHI

CHAINBHI
MERADARDBHI
MERIAASHIQUIABTUMHIHO
KYOUNKITUMHIHOABTUMHIHO
ZINDAGIABTUMHI
CHAINBHI
MERADARDBHI
MERIAASHIQUIABTUMHIHO

وہ پرانی یادوں میں غوطہ زن تھے۔ گانا مکمل ہو چکا تھا اور سب کا ڈانس بھی۔ لیکن وہ دونوں کسی اور ہی دنیا میں تھے۔ سب کے تالیاں بجانے سے وہ فوراً الگ ہوئے۔
ساتھ ہی ہال کی لائٹس آن ہو گئیں۔ سب کو ماسک اتارنے کی اجازت مل گئی اور اجازت ملتے ہی سب نے ماسک اتار دیا۔ عالیان تو منہالہ کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ وہ دشمن جاں ساری دنیا سے بیگانہ جانے کس سوچ میں غرق تھی۔ کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے منہالہ نے سامنے دیکھا تو از خود حیران رہ گئی۔

www.urdu novelsmania.com

دونوں ایک دوسرے کو بنا پلکیں جھپکائے ایک ٹک دیکھ رہے تھے۔ منہالہ اس قدر مہبوط سی اسے دیکھ رہی تھی کہ کانچ کا گلاس اس کے ہاتھ سے گر کر زمیں بوس ہو گیا۔
سب منہالہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ صائقہ نے اسے ریلیکس ہونے کا کا لیکن منہالہ اجازت طلب کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

اس کی آنکھیں نیلے پانیوں سے بھر گئی تھیں۔

منہالہ نے جلدی سے اپنی گاڑی پارکنگ سے نکالی اور ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر کی راہ لی۔

گھر پہنچ کر منہالہ اپنے کمرے میں چلی گئی اور کمرہ لاک کر لیا۔ جب رو کر دل ہلکا ہو گیا تو وہ اپنا نائٹ سوٹ پکڑ کے فریش ہونے چلی گئی۔

عالیان بھی فوراً وہاں سے چلا آیا۔ گھر آ کر عالیان خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چہنچ کرنے کے بعد عالیان بیڈ پر لیٹا کافی دیر منہالہ کے بارے میں سوچتا رہا اور نجانے کب نیند کی آغوش میں پہنچ گیا

منہالہ اپنے بیڈ پر لیٹے چھت کو گھور رہی تھی۔ عالیان کی یادوں میں غوطہ زن وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

منہالہ کو کسی پل چین نہیں آ رہا تھا۔ کل سے عالیان ہی اس کی سوچوں کا محور بنا ہوا تھا۔ اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹک کر منہالہ تیار ہونے چلی گئی۔

منہالہ ایک گورنمنٹ ہسپتال میں جاب کر رہی تھی۔ بے دلی سے تیار ہو کے ہسپتال کے لئیے نکل گئی۔

گاڑی روڈ پر سے گزر رہی تھی اور منہالہ ابھی تک سوچوں کے زیرِ اسر تھی۔ ایک دم اس کی گاڑی کے آگے ایک بچہ آگیا۔ منہالہ نے جلدی سے ٹرن لیا۔

وہ بچہ تو بچ گیا لیکن منہالہ کی گاڑی سڑک کی ایک طرف موجود درخت سے بری طرح ٹکرائی۔ کافی زوردار تصادم کی وجہ سے گاڑی کا بونٹ کچلا جا چکا تھا۔ گاڑی کا دروازہ وا ہو چکا تھا۔

منہالہ کا سر شدت سے سٹیرنگ سے ٹکرایا۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہاں پر بہت سے لوگ جمع ہو گئے لیکن مدد کے لئے کوئی نہیں بڑھا۔ چونکہ لوگوں کا -!! خیال ہے کہ اگر وہ ایسے متاثرہ افراد کی مدد کریں گے تو خود مشکلات کی زد میں آجائیں گے

عالیان آفس کے لئے تیار ہو کر چل پڑا کیونکہ گھر میں نوکروں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ ارادہ تو اس کا گھر پر رہنے کا تھا لیکن روحان گھر پر نہیں تھا تو اسے بور نہیں ہونا تھا۔

سب عالیان کی پھوپھو کی طرف گئے تھے لیکن عالیان نے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ خیر اب تو اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔

عالیان نے گہری سانس ہوا کس سپرد کرتے ہوئے گاڑی کی چابی، موبائیل اور والٹ اٹھایا اور پورچ کی طرف چل دیا۔

گاڑی روڈ پر رواں دواں تھی جب عالیان کی نظر سڑک کنارے موجود ہجوم کی طرف اٹھی۔ وہاں پر شاید کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہوگا، اس سوچ کے زیرِ تحت عالیان نے گاڑی روکی اور تیزی سے ہجوم کی طرف

بڑھا۔ سب لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے کوئی بھی آگے بڑھ کر مدد کی زحمت گوارہ نہ کر رہا تھا۔
عالیان کو لوگوں کے اس رد عمل پر شدید غصہ آیا لیکن ابھی متاثرہ انسان کی مدد کرنا زیادہ ضروری تھا۔
ایکسیڈنٹ کا شکار ہونے والی کوئی لڑکی تھی۔

عالیان نے قریب جا کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا کیونکہ وہ کوئی اور نہیں
منہالہ تھی۔ اس کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔
"منہالہ"

عالیان بے ساختہ چیخا۔ عالیان نے اس کا موبائل جیب میں ڈالا تاکہ اس کے گھر والوں سے رابطہ کر
سکے۔ اور منہالہ کو بازوؤں میں اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ منہالہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر عالیان
نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور تیزی سے کار کا رخ ہو اسپتال کی جانب موڑ دیا۔

منہالہ کو ڈریسنگ کے لئیے لے جایا جا چکا تھا۔ عالیان نے منہالہ کا موبائل نکالا اور ضمائر کا نمبر ڈائل
کیا۔۔۔۔۔

کچھ دیر تک منہالہ کے گھر والے آگئے تھے۔ منہالہ کو ہوش آچکا تھا۔ چوٹ زیادہ گہری نہ تھی ضمائر
اور دستگیر صاحب منہالہ کے پاس کھڑے تھے۔ عالیان کو وہاں رکنا مناسب نہ لگا۔ عالیان نے ایک
نظر منہالہ پر ڈالی اور بے دلی سے مردہ قدم اٹھاتے ہو اسپتال سے نکل گیا۔

ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد ضمائر منہالہ کو گھر لے گیا۔ انجیکشنز اور دوائیوں کے زیر اثر منہالہ گھر آتے ہی اپنے کمرے میں جا کر سو گئی۔

عالیان آفس میں بے دلی سے فائلز کو دیکھ رہا تھا۔ یکدم اسے یاد آیا کہ منہالہ کا موبائل تو اس کے پاس ہی رہ گیا۔ ایک شرارت بھری مسکراہٹ عالیان کے ہونٹوں کا محاصرہ کر گئی۔

دو دن گزرنے کے بعد منہالہ خود کو کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔ دو دن نقاہت کے باعث منہالہ کو گرد و نواح کی ہوش تک نہ تھی۔ اب صبح سے وہ اپنا سیل ڈھونڈ رہی تھی۔ ضمائر سے پوچھنے پر بھی اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ کچھ سوچتے ہوئے منہالہ نے گھر کے فون سے اپنا نمبر ڈائل کیا۔ دو بیل کے بعد کال ریسپونڈ کر لی گئی تھی۔ منہالہ کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اب کیا بولے۔

اسی لمحے گھمبیر مردانہ آواز فون کے سپیکر پر گونجی

"السلام علیکم"

www.urdu novels mania.com

اک عمر ہو گئی لیکن بچپنا نہیں گیا

ہم آج بھی دنیے جلاتے ہیں تیری آہٹ پر

مقابل کی گھمبیر مردانہ آواز نے منہالہ کی سماعت تک رسائی کی۔

"و علیکم السلام"

منہالہ کے جواب کے بعد خاموشی چھا گئی۔ کچھ دیر بعد منہالہ کی آواز فون پر ابھری۔

"آپ کے پاس جو موبائیل ہے وہ میرا ہے۔ جو مجھے جلد از جلد چاہیے"

منہالہ کے بے پچک لہجے سے عالیاں خاصا امپریس ہوا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتی تو پزل ہو جاتی لیکن وہ -!! منہالہ تھی اپنے نام کی ایک ہی

"لیکن موبائیل لینے کے لئے تو آپ کو ہم سے مل کر ہمیں تھینکس بولنا ہوگا"

پہلے تو منہالہ نے انکار کر دیا لیکن پھر کچھ دیر بحث کے بعد منہالہ مان گئی۔ منہالہ کو ایک کیفے کی لوکیشن سینڈ کرنے کے عالیاں اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اب بے کل کاشدت سے انتظار تھا۔

کال ڈسکنیکٹ ہو چکی تھی۔ منہالہ کا دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ اسے وہ آواز اپنی اپنی سی لگی -! تھی۔ لیکن اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کون ہے

عالیاں کافی دیر سے کیفے میں بیٹھا اپنے سیل پر گیم کھیل رہا تھا۔ منہالہ کو بتائے ہوئے وقت سے پہلے جناب وہاں موجود تھے۔ جلدی جو تھی اس سے ملنے کی۔ گرے پینٹ کے ساتھ نیوی بلیو شرٹ مین وہ مردانہ وجاہت کا ثبوت بنا بیٹھا تھا۔ آدھے انچ تک بڑھی ہوئی سٹبل اور اس کا بے نیاز انداز اس کی گریس میں اضافہ کر رہا تھا۔

منہالہ کیفے میں داخل ہوئی۔ بلیو بلیک کمبائنیشن کرتے کے ساتھ بلیک کیپری ٹراؤزر اور بلیو بلیک حجاب میں منہالہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ دمک رہا تھا۔

عالیان نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔ منہالہ اطمینان سے قدم اٹھاتی آ کر ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ لیکن جب اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں عالیان تھا۔ وہ دشمن جاں اپنے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے منہالہ کے خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں میں اتار رہا تھا۔ جیسے اس کے ہر ایک نقش کو حفظ کرنے کا ارادہ ہو۔ عالیان نے اپنی نگاہیں براہ راست منہالہ کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ لیکن ویٹر کے آنے سے ان کا ارتکاڑ ٹوٹ گیا۔ عالیان نے کافی آرڈر کی اور منہالہ کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی تک شوکڈ تھی۔ عالیان نے خاموشی سے سیل منہالہ کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے عالیان سے موبائل لے لیا۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

"تو آپ مجھے ہو سپٹل لے کر گئے تھے"

منہالہ نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے اپنے لہجے کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ منہالہ آج پہلی بار عالیان سے براہ راست بات کر رہی تھی۔ عالیان کو یوں محسوس ہوا گویا کوئی اس کے کانوں میں رس گھل رہا ہے۔ منہالہ عالیان کے جواب کی منتظر تھی جبکہ وہ تو منہالہ کے سحر سے ہی نکل نہیں پارہا تھا۔

"جی بالکل"

مختصر جواب دے کر عالیان نے منہالہ سے نظریں ہٹالیں۔ اتنی دیر میں کافی بھی آ چکی تھی۔

"- !!! تھینکس آ لوٹ عالیان"

منہالہ نے تکلفانہ کلمات ادا کرنا اپنا فرض سمجھا

اوہ پلیز!!!۔ دیر از نوئیڈ آف سچ فار میلٹیز ناو آئی وانٹ ٹوڈ سکس آؤر پرسنل۔ یو نووٹ از آئی ایم

"ٹانکک اباؤٹ؟؟"

منہالہ نے نا سمجھی سے سر ہلایا۔

"آوانٹ ٹوسٹارٹ آ نیولائف بائی آ لیگل ریلیشنشپ

منہالہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی مسکراہٹ ہی اس کا جواب تھی۔

"آز فارمی"

عالیان بھی منہالہ کی طرف دیکھ کے مسکرانے لگا اور سر کو ہلکا سا خم دیا۔ اچانک منہالہ کا چہرہ سپاٹ

ہو گیا۔ ایسے کام نہیں بنے گا جناب اپنے پیرنٹس کو میرے گھر بھیجیے۔

اپنی بات مکمل کرتے ہی منہالہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

عالیان جو منہالہ کے سیریس ہونے پر گھبرا گیا تھا اب پر سکون ہو چکا تھا۔

"بہت جلد"

عالیان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

کچھ دیر بعد دونوں کیفے سے نکل گئے۔ منہالہ ہو سپٹل چلی گئی جبکہ عالیان آفس کے لئے نکل گیا۔

افراسیاب اپنے کام میں مصروف تھا جب سائنٹفک فائل لے آئی۔ افراسیاب سے کنسلٹ کرنے

کے بعد سائنٹفک پلٹ گئی۔ لیکن اس کا بازو لگنے سے کانچ کا گلاس زمین بوس ہو گیا۔

کانچ چھوٹے چھوٹے ٹکروں میں بٹ چکا تھا۔ سائنٹفک فائل ٹیبل پر رکھ کر کانچ کے ٹکڑے اٹھانے لگی۔

افراسیاب نے اسے منع بھی کیا لیکن سائنٹفک باز نہ آئی۔ اسی بحث کے دوران کانچ کا ایک ٹکڑا سائنٹفک

کے ہاتھ میں پیوست ہو گیا۔

"آہ"

درد کی وجہ سے سائقہ کراہ اٹھی۔ افراسیاب فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ افراسیاب نے چیک کیا تو کانچ کافی حد تک گھس گیا۔ کٹ گہرا تھا۔ ڈریسنگ سے بلیڈنگ کا بند ہونا ممکن نہیں تھا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ سیٹیز کی ضرورت ہے۔ افراسیاب نے اسے کلینک لے جانے کا فیصلہ کیا۔

ڈونٹ ورمی بچے!۔ یہ موسمی بخار ہے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ اپنے ""
"" ایگزیمز سے پہلے ٹھیک ہو جاؤ گے

منہالہ نے اسد (پیشنٹ) کو میڈیسن دے کے اسے پیار سے سمجھایا۔ اس آٹھ سالے بچے نے منہالہ کی باتوں کو غور سے سنا اور تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔
"دیٹس لائنک آگڈ بوائے"

منہالہ نے اسے داد دی۔ اس بچے نے منہالہ کے گال پر کس کی اور شکریہ کہتا ہوا چل پڑا۔ منہالہ مسکرا کر اس چھوٹے سے بچے کی پشت کو دیکھا اور اپنے ٹیبل پر موجود فائلز کو چیک کرنے لگی۔

عالیان جب آفس میں داخل ہوا تو سائقہ اور افراسیاب موجود نہ تھے۔ میٹنگ شروع ہونے میں چند منٹ رہ گئے تھے۔ عالیان نے دونوں کا نمبر ڈائل کیا لیکن بے سود عالیان کا غصہ شدت اختیار کر گیا۔ عالیان کی آج ایک امپورٹنٹ ڈیل تھی جس کی سب میٹجمنٹس سائقہ نے کی تھیں۔

کلائنٹس آچکے تھے لیکن سائقہ ابھی تک نہیں پہنچی تھی۔ لہذا عالیان کو ان سے ایکسیکوز کرنا پڑا۔ سائقہ کی وجہ سے ایک بڑی ڈیل مس ہو چکی تھی۔ عالیان اپنے بزنس کو لے کر انتہائی پوزیٹو تھا۔ اپنا اتنا بڑا لاس دیکھ کر عالیان کا غصے سے دماغ پھٹ رہا تھا۔

سائقہ کے ہاتھ پر سٹیچز لگ چکے تھے۔ افراسیاب سائقہ کو گھر ڈراپ کر دیتا لیکن سائقہ نے آفس جانے کی ضد کی۔ دونوں کو آج کی میٹنگ کا خیال تک نہ رہا تھا لیکن یاد آنے پر افراسیاب کے تو خیر نہیں لیکن سائقہ کے طوطے ضرور اڑ گئے تھے۔ وہ حواس باختہ ہو چکی تھی کیونکہ عالیان کے غصے کا اسے بخوبی علم تھا۔ افراسیاب ریش ڈرائیونگ کرتا آفس پہنچا جہاں سب کے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے کیونکہ عالیان نے سب کو خوب ڈانٹ پلائی تھی۔ لیکن فی الحال ان دونوں کے دماغ میں ایک ہی بات تھی۔ دونوں فوراً عالیان کے آفس کی طرف بڑھے لیکن وہاں کا منظر دیکھ کر ان پر خوف کا قبضہ ہو گیا۔

عالیان جلے پاؤں کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہا تھا جب افراسیاب اور سائقہ نے ناک کیا۔
"کم ان"

عالیان کی غصے سے بھرپور آواز آئی۔ افراسیاب پر تو کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ اسے کسی کے مزاج سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا وہ تو سب سے بے نیاز اپنی ذات میں مصروف رہتا۔ لیکن سائقہ کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور گیا جسے افراسیاب نے محسوس کیا تھا۔ دونوں ایک ساتھ داخل ہوئے تو عالیان کی کنپٹیاں سلگ اٹھیں اور ماتھا مزید تن گیا۔

"کہاں تھے تم دونوں؟"

اس نے صائقہ کے پیٹ بندھے ہاتھ کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔۔"

انہیں خاموش پا کر عالیان غصے سے دھاڑا۔

دونوں کو دوستیوں سے فرصت ملے تب ہی کچھ یاد رہے گا نا۔ آج تم دونوں سپیشلی سائیڈ

تم۔ تمہاری وجہ سے اتنی امپورٹنٹ ڈیل ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی۔ بٹ آئی ایم ڈیم شور تم

دونوں "کو کوئی فرق نہیں پڑا ہوگا۔"

افراسیاب نے اپنے غصے پر قابو پانے کے لئے مٹھیاں بھیجن لیں جبکہ صائقہ روہانسی ہو چکی تھی۔

"NOW JUST GET LOST, I DON'T WANT TO SEE YOUR FACE"

عالیان غصے سے غرایا۔ افراسیاب اپنا غصہ جبکہ صائقہ اپنے آنسو قابو کرتی باہر آ گئی۔ اور دونوں کام

میں مصروف ہو گئے۔

عالیان نے ٹیبل سے گاڑی کی چابی اور والٹ اٹھایا اور باہر چلا گیا۔ اس کا دماغ غصے سے پھٹ رہا تھا۔

عالیان نے گھر کی راہ لی۔ عالیان رات کو بالکل نہ سویا تھا۔ عالیان نے سر درد کی ٹیبلٹ لی اور لیٹ

کیا۔ کچھ دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

12۔ بچے منہالہ کی ڈیوٹی ختم ہوئی۔ وہ کافی تھک گئی تھی۔ گھر آ کر منہالہ نے فریج سے جوس لیا اور

اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس نے دن میں کئی بار عالیان کو کال کی لیکن اس نے رسیو نہ کی۔ منہالہ نے

دوبارہ ٹرائی کیا لیکن جواب ندارد!!۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، منہالہ نے موبائل پٹھا اور بیڈ پر نیٹ کر چھت کو گھورنے لگی۔

عالیان کا سیل سائلنس پر تھا۔ اور جلدی میں اس کا سیل آفس میں ہی رہ گیا تھا۔

صبح کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔ سورج کی کرنیں کھڑکی میں سے ہوتی ہوئیں اس کے خوبصورت معصومیت سے پرچہ سے کوچھو رہیں تھیں۔ روشنی پڑنے سے اس کی نیند میں خلل پڑا۔ منہالہ نے آنکھیں کھول کر سامنے دیکھا تو گھڑی 9 بجنے کا اعلان کر رہی تھی۔ کچھ دیر نارمل ہونے کے بعد کے اسے پھر عالیان کے کال نا اٹھانے والی بات یاد آ گئی۔ منہالہ نے موبائل آن کیا اور آن لائن لڈو کھیلنے لگی لیکن اس سے اس کا موڈ اور خراب ہو گیا کیونکہ وہ ہار گئی تھی۔ جی بھر کے بدمزہ ہونے کے بعد منہالہ نے سیل اچھالہ اور اپنے کپڑے سیلیکٹ کو کے فریش ہونے چلی گئی۔

کافی دیر سونے کے بعد عالیان کافی فریش فیل کر رہا تھا۔ نیوی بلیو تھری پیس سوٹ کے ساتھ بائیں ہاتھ میں رولیکس کی گھڑی اور اس پر اس کی شاہانہ چال سب کو اس کی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ پرفیوم کی خوشبو بکھیرتا ہوا عالیان آفس میں داخل ہوا۔ جب وہ اتنے آفس میں داخل ہوا تو اپنا موبائل ادھر دیکھ کر اسے اپنی لاپرواہی پر برا لگا لیکن اسے حیرت کا جھٹکا لگا جب اس نے منہالہ کی 69 مسڈ کالز دیکھیں۔ عالیان نے کال بیک کی لیکن کوئی رسپونس نہ ملا۔

منہالہ ہسپتال کے لئیے تیار ہو کر گھر سے نکلی تو اس کا سیل بڑھوا اس نے دیکھا تو عالیان کی کال تھی۔ منہالہ نے کال ڈسکنیکٹ کی اور گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کہ دوبارہ عالیان کی کال آگئی۔ اس نے سیل آف کیا اور کارزن سے بھگالے گئی۔

ساحل قریب ہی تھا کہ طوفان آگیا
جو اس کے بعد گزری کناروں سے پوچھ لو۔

کافی دیر ٹرائی کرنے پر بھی جب رابطہ قائم نہ ہو سکا تو ناچار عالیان نے موبائل چھوڑ کے اپنا سر تھام لیا۔

عالیان سے بات کرنے کو منہالہ کا دل مچل رہا تھا لیکن اپنا انکوار کیا جانا وہ کیسے برداشت کر لیتی۔ اس کے لئیے اس کی سیلف ریسپیکیٹ سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ لیکن وہ تو عالیان سے عشق کرتی تھی۔ عشق میں تو اپنی ذات ہی کچھ معنی نہیں رکھتی عزت نفس تو کچھ بھی نہیں ہے۔
منہالہ نے اپنا سیل آن کر لیا۔ وہ کافی دیر عالیان کی جانب سے کسی قسم کے رسپونس کا انتظار کرتی رہی لیکن عالیان کی طرف سے اسے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ منہالہ کے سامنے اگر اس وقت عالیان ہوتا تو وہ اس کے سر میں ضرور کوئی چیز دے مارتی۔

سٹاف کو احکامات جاری کرتا ہوا عالیاں اپنے آفس میں واپس آ گیا۔ اس نے منہالہ کو کال کرنے کی لئے سیل اٹھایا۔ اتنا تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ منہالہ ناراض ہو گئی ہے۔ اور اس کی حرکات سے صاف واضح تھا کہ وہ ایسے ہاتھ نہیں آنے والی اس سے براہ راست بات کرنا ہی مسئلے کا واحد حل تھا۔ عالیاں نے اسے کال کرنے کا ارادہ ملتوی کیا اور میسج ٹائپ کرنے لگا۔

ٹراما سینٹر کا راونڈ لے کرواپس آتے ہوئے اس کا سیل بڑھوا۔ اس نے دیکھا تو عالیاں کا میسج تھا۔ "اوہ مائی گرل اتنا غصہ!!!! اتنی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی۔ بہتر ہے ہم بالمشافہ بات کریں۔ میٹ می ان دی آفس"

اور ساتھ میں آفس کا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔ منہالہ کا دماغ آوٹ ہو گیا۔ "ہنہ، یہ بھی اپالوجائز کا کوئی طریقہ ہے۔ میٹ می ان دی آفس" منہالہ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے آخر میں عالیاں کی نقل اتاری۔

افراسیاب اور صائقہ کو عالیاں کی بات انتہائی ناگوار گزری۔ لہذا اب وہ آفس میں کم ہی بات کرتے۔ افراسیاب میں کچھ ایسا تھا جو صائقہ کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ وہ بری طرح اس کی طرف کھینچتی تھی۔

شام میں اپنی ڈیوٹی مکمل ہونے کے بعد منہالہ نے عالیاں کے آفس کا رخ کیا۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے وہ آفس میں داخل ہوئی۔ گیٹ کے سامنے وسیع پارکنگ تھی اس کے سامنے آفس کی شاندار

عمارت - منہالہ نے عمارت پر سرسری نظر دوڑائی اور اندر داخل ہو گئی۔ اس کا غصہ پوری طرح ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ پھر جلتی پے تیل کا کام اگلے واقعے نے کر دیا۔

عالیان ایمن کے ساتھ اپنا نیکسٹ پروجیکٹ ڈسکس کر رہا تھا جب اس کی سیکرٹری نے اسے کسی کے آنے کی اطلاع کی۔

منہالہ نے عالیان کو رپلائی نہیں کیا تھا اسی لئے عالیان سمجھا کہ منہالہ نہیں آئے گی۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ منہالہ آئے گی۔

"جو بھی ہے اسے کہیں کچھ دیویٹ کرے"

کہ کر عالیان دوبارہ ایمن سے کنسلٹ کرنے لگا۔

ٹھیک بیس منٹ بعد ایک لڑکی منہالہ کو بلانے آئی۔ اس کا چہرہ دھواں دینے لگا تھا۔ آنکھوں میں

شدت ضبط سے سرخ ڈورے نمایاں تھے۔ اور اب جب وہ جانے لگی تھی تو اسے بلاوا آگیا۔

منہالہ پیر پٹختی آفس میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی حیرت سے عالیان کا منہ کھل گیا۔

"منہالہ تم!! آئی ایم ریلی سوری مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔"

"شٹ اپ پ"

عالیان کی بات کو کاٹتے ہوئے منہالہ چلائی۔

"منہالہ میری بات تو سنو"

"کیا سنوں میں؟ ہاں؟ کیا سنوں؟۔"

"دیکھو منہالہ۔۔۔۔۔"

"کچھ نہیں سننا کچھ نہیں دیکھنا مجھے۔"

شدت جذبات سے اس کا سانس پھول رہا تھا اس پر وہ حلق کے بل چلا رہی تھی۔

"منہالہ پلیز کام ڈاؤن"

تم نے خود کو سمجھ کیا رکھا ہے؟ تم مجھے ایڈیٹو ڈشوکر رہے ہو کل سے لے کر آج تک ذرا "اپنے رد عمل

-!! پر غور کرو۔ مجھے دوسروں کی طرح نہ سمجھنے کی ہرگز غلطی نہ کرنا! مسٹر عالیان

انگلی اٹھا کر وہ وارننگ دیتے لہجے میں بولی۔

عالیان جو کب سے اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے اس کی باتوں کو نظر انداز کر رہا

تھا اس کی اس بات پر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

"ان آف منہالہ!! بہت بول لیا تم نے میں چپ ہوں اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم مجھ پر بے

بے بنیاد الزامات لگاؤ"

منہالہ کے مقابل آتے وہ تیز آواز میں غرایا۔

منہالہ کی آنکھیں نیلے پانیوں سے بھر گئیں۔ اس کی آنکھیں پہلے ہی چھلکنے کے لئے بے تاب تھیں۔

عالیان کے تیز لب و لہجے پر وہ خود کو قابو نہ کر پائی اور زار و قطار رونے لگی۔

منہالہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر عالیان کو اپنے لہجے کا احساس ہوا۔

"IDIDN'T MEANT TO HURTYOU MINHALA"

اس نے منہالہ کو بیٹھنے کا کہا۔ وہ پاس ایک چنیر پر بیٹھ گئی۔ عالیان بھی اس کے مقابل بیٹھ گیا۔ جب اس کے آنسو خشک ہوئے تو عالیان نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پھر عالیان نے ساری بات اس کے گوش گزار کی۔ اس کی بات سن کر منہالہ کو ندامت نے آگھیرا۔

"پلیز مجھے معاف کر دیں غصے میں میں نے آپ کو بہت غلط کہہ دیا"

"دیٹس آل رائٹ۔ لیکن سزا تو آپ کو ملے گی"

عالیان نے مسکراہٹ دبا کے شرارت سے کہا جبکہ اس کی بات پو منہالہ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ عالیان اس کی حالت سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"لیکن شادی کے بعد"

اس کے معنی خیزی سے کہنے پر منہالہ کان کی لو تک سرخ ہو گئی۔ آپ بھی ایسی باتوں پر اتر آئے۔ شرم تو نہیں آتی۔

منہالہ نے اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

؟!! اب اپنی ہونے والی "اسسس" سے کیسی شرم

عالیان نے "اس" کو لمبا کرتے ڈھیٹ پن کے ریکارڈ توڑے۔

اب کی بار منہالہ کا منہ کھلنے کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی پھٹ گئیں۔

اب آپ کچھ زیادہ ہی فری ہو رہے ہیں میں تو چلی۔

منہالہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔

عالیان نے مزید بے شرمی کا مظاہرہ کیا۔ منہالہ کے دروازے تک جاتے قدم رک گئے۔ عالیان نے اس کی طرف قدم بڑھائے۔ منہالہ پیچھے ہوتی گئی یہاں تک کہ دیوار سے جا لگی۔ عالیان اس سے دو قدم کے فاصلے پر رک گیا لیکن منہالہ نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لیں۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عالیان کو دکھ ہوا یعنی وہ عالیان کے بارے میں سوچتی ہے کہ کچھ بھی کر سکتا ہے؟ عالیان دو قدم مزید پیچھے ہوا۔ وہ تو منہالہ کو تنگ کر رہا تھا۔ ہوسپٹل لے جانے کے علاوہ اس نے کبھی منہالہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا پھر بھی وہ۔۔۔۔۔؟

اسے منہالہ کی سوچ پر افسوس ہوا۔

کچھ دیر یونہی کھڑے رہنے کی بعد منہالہ نے آنکھیں کھولیں تو وہ چنیر پے بیٹھا اسے دکھ بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"لسن منہالہ! میں تمہیں اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں اور اپنی عزت پر داغ کوئی بھی نہیں لگاتا۔"

پھر عالیان نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"ٹائم زیادہ ہو گیا ہے یو شوڈ گوناؤ"

منہالہ نے اسے خفزیہ نگاہوں سے دیکھا پھر دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔

"تھینکس فوریور آنر۔ ٹیک کئیر"

کہتے ہوئے منہالہ چلی گئی اور عالیان اس کے الفاظ کو یاد کرتا ہوا مسکرا دیا۔

منہالہ گھر آئی تو لاؤنج میں اسے مغیز صاحب بیٹھے نظر آئے لیکن آج ان کے ساتھ ممانی بھی تھی۔ ممانی کو دیکھتے ہی اسے ناگواری نے آگھیرا۔ منہالہ نے سب کو اجتماعی سلام کیا اور بادل خواستہ آکر ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ ممانی کو مکھن لگانے کی خاص عادت تھی۔ اب بھی وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر بولیں۔

"ماشا اللہ کسی کی نظر نالگے کتنی پیاری ہے ہماری منہالہ۔ لیکن ضد اور غصے کی تیز ہے"

بالکل افراسیاب کی طرح۔

ممانی نے گفتگو کو طول دیتے ہوئے کہا۔ منہالہ کو ان کی باتوں سے جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔

"آئی ایم ٹوٹا رڈ موم آئی نیڈ سم ریسٹ"

کہتے ہوئے منہالہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ٹھیک ہے بیٹا جاؤ جا کے آرام کرو"

نادیہ بیگم نے شفقت بھری مسکراہٹ اچھالتے ہوئے نرمی سے کہا۔

منہالہ کے جانے کے بعد نادیہ بیگم سنجیدگی سے مغیز صاحب سے گفتگو کرنے لگیں۔

منہالہ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد فریش ہو کر آئی تو اس کے سیل پر عایان کی کال تھی۔

"السلام علیکم"

وعلیکم السلام۔ ہنی آئی ہیو آگڈ نیوز فار یو۔ کل موم ڈیڈ ہمارے رشتے کے لئے تمہارے گھر آرہے"

ہیں گیٹ ریڈی

کہتے ہوئے اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

منہالہ کو اپنی قسمت رشک ہونے لگا۔ وہ شکرانے کے نوافل ادا کرنے چلی گئی۔ وہ خود کو بے انتہا خوش قسمت تصور کر رہی تھی کیونکہ آج تک اس نے جو کچھ بھی چاہا تھا اسے ملا تھا لیکن اسے کیا پتہ تھا زندگی ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔ اس بار اس کی قسمت میں کچھ منفرد لکھا جا رہا تھا لیکن وہ ان باتوں سے بے خبر اپنی خوشیوں میں مگن تھی۔

منہالہ کی جب آنکھ کھلی تو سورج کی کرنیں زمیں کو روشنی مہیا کر رہی تھیں۔ روشنی اندھیرے کو اپنی پلیٹ میں لے چکی تھی۔ چڑیاں چچا رہی تھیں۔ وہ بھی اس حسین صبح کا ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ شہد آگیاں زلفیں اس کے پر نور پھرے کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔ رات دیر سے سونے کے باعث شہد رنگ آنکھوں میں ابھی بھی نیند کی رمق باقی تھی۔ منہالہ نے اپنے نرم گھنگھریالے بالوں کو جوڑے میں قید کر کے کھپ لگایا۔ ایک مسٹر ڈکٹر کا ڈریس منتخب کر کے وہ فریش ہونے باتھ روم میں گھس گئی۔

جلدی میں منہالہ کا سیل گھر پر ہی رہ گیا۔ عالیان نے اسے 00-7 بجے کا وقت دیا تھا۔ منہالہ نے گھڑی کی طرف دیکھا جو 35-7 کا غنڈہ دے رہی تھی۔ منہالہ نے نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور جلدی سے گھر کی راہ لی لیکن اسے کیا پتہ تھا کہ گھر پر ایک "سرپرائز" اس کا منتظر ہے۔

منہالہ ریش ڈرائیونگ کرتی گھر پہنچی لیکن اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا جب اسے کوئی مہمان نظر نہ آیا لیکن مٹھانی اور فروٹ باسکٹس دیکھ کر اسے اندازہ ہوا کہ مہمان چلے گئے ہیں۔ منہالہ نے شکر کا کلمہ

پڑھا اور فریج سے جوس نکال کر گلاس میں انڈیلا اور نادیا بیگم کے پاس چل دی۔ نادیا بیگم لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔ منہالہ نے ان کے مقابل صوفہ پر جگہ سنبھالی۔

"موم آج کوئی مہمان آئی ہے تھا۔۔۔؟"

منہالہ نے ان سے استفسار کیا۔

نادیا بیگم نے بھی بنا کوئی تمہید باندھے بات شروع کی۔

"کل تمہارے ماموں آئے تھے تمہارے اور افراسیاب کے رشتے کی بات کرنے۔"

نادیا بیگم سانس لینے کی لیے رکیں۔

"تمہارے بابا کو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ آج وہ شگن کر گئے ہیں دو دن بعد منگنی ہے"

منہالہ کے سر پر بم پھوٹ رہے تھے۔ کچھ دیر تو وہ ہکا بکا بیٹھی رہی پھر مردہ قدم اٹھاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اب انکار کر کے اسے خود اپنے پاؤں پر کھڑی مارنے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ باہر والوں کا تو پتا نہیں لیکن اس کے اپنے گھر والوں نے اسے طعنے دے کر ضرور مار دینا تھا۔

کچھ انسان ایسے ہوتے ہیں کہ جتنے مرضی ویل اسجو کیڈ ہوں اپنی غیرت انہیں پھر بھی ہر چیز سے مقدم

-!!! ہوتی ہے یہاں تک کہ اپنے سے جڑے رشتوں کی خوشی سے بھی زیادہ

وہ اپنی جان تو دے سکتے ہیں لیکن اپنی بات سے مکر نہیں سکتے۔ اب جب منہالہ کے گھر والوں نے

معیض صاحب کو زبان دے دی تھی کہ ان کو افراسیاب منہالہ کے قبول ہے منہالہ کے احتجاج کرنے پر

اس کے ساتھ کافی برا بھی ہو سکتا تھا۔

لیکن تھی تو وہ بھی منہالہ ہی ایسے وہ عالیان سے کیا وعدہ توڑ نہیں سکتی تھی۔ فالحال اسے اپنا لائحہ عمل تیار کرنا تھا جس کے لئیے اسے کچھ وقت درکار تھا۔

ابھی سب سے اہم کام عالیان کو آگاہ کرنا تھا۔ وہ اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی جو صبح گھر پر ہی رہ گیا تھا۔ وہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے بلکان ہو گئی تھی۔ آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے سیل تک رسائی نہ کر سکی۔ وہ مضطربانہ کمرے میں چکر کاٹنے لگی۔ جب تھک گئی تو بیڈ پر ڈھے گئی۔ وہ کمرے کی چھت کو گھورنے لگی کیونکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

عالیان کے والدین خوشی خوشی مٹھائی اور پھلوں کی ٹوکریاں لے کر منہالہ کے گھر پہنچے لیکن بات چیت کرنے پر معلوم ہوا کہ دودن بعد منہالہ کی اپنے ماموں زاد سے منگنی ہے۔ وہ جتنی خوشی سے گئے تھے اتنے ہی اداس گھر آئے۔ عالیان پر جوش سا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن ان کے تھکے چہرے دیکھ کر اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

موم ڈیڈ!! کیا ہوا"

لیاقت صاحب اور صبا بیگم نے عالیان کو ساری بات بتا دی۔ عالیان ساری روداد سن کر مشتعل ہو گیا۔ لاؤنج میں موجود ہر چیز کو زمیں بوس کرتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

لیاقت صاحب اور صبا بیگم کو اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر دکھ نے آگھیر لیکن وہ کر بھی کیا سکتے

تھے۔۔۔ ۹۹۹

عالیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرہ مقفل کیا اور منہالہ کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی لیکن ایڈنڈنا کی گئی۔ عالیان نے دوسری دفعہ نمبر ڈائل کیا تو سوئچ آف تھا۔
 "ڈیم!!! اوٹ آہیل آریوڈونگ"

عالیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کمرہ مقفل کیا اور منہالہ کا نمبر ڈائل کیا۔ بیل جا رہی تھی لیکن ایڈنڈنا کی گئی۔ عالیان نے دوسری دفعہ نمبر ڈائل کیا تو سوئچ آف تھا۔
 "ڈیم!!! اوٹ آہیل آریوڈونگ"

عالیان نے پوری قوت سے اپنا سیل دیوار میں دے مارا۔ اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کمرے کے فرش پر بکھرے پڑے تھے لیکن ادھر ہوش کسے تھی۔۔؟
 عالیان بالوں میں انگلیاں پھنسائے بیڈ کے پاس بیٹھ گیا۔
 "!! نہیں، نہیں منہالہ ایسا نہیں کر سکتی وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی وہ میری محبت ہے"
 عالیان چیخ رہا تھا۔ آج وہ انسان بے بس ہو چکا تھا۔
 دیوانہ ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ کوئی بچہ معلوم ہو رہا تھا جس سے اس کا پسندیدہ کھلونا چھین لیا جائے۔ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ ایک باشعور انسان کسی کے لئے ایسے رو سکتا ہے؟
 ہاں، یہ ممکن ہے۔ کیا نہیں ہوتا جب محبت یہ ہو جائے تو۔۔۔۔۔؟؟؟









عالیان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں لورنگ ہو چکی تھیں۔ آگ بجولہ ہوتے اس نے ہر ایک چیز کو تھس تھس کر دیا۔

پینٹنگز، ڈیکوریشنز، لیمپ غرض ہر شے کو زمیں بوس کر دیا۔ اب اس کا کمرہ عجیب و غریب منظر پیش کر رہا تھا۔


عالیان نے منہالہ کا نمبر ڈائل کیا تو اس کا سیل سرہانے کے نیچے، بیڈ کے بالکل کنارے پر پڑا تھا۔ یکدم ارتعاش پیدا ہونے سے سیل بیڈ کے پیچھے گر گیا اور بیٹری نکلنے کی وجہ سے بند ہو گیا لیکن اب یہ بات عالیان کو کون سمجھاتا۔۔۔؟

سورج کی کرنیں رات کے اندھیرے کو مات کر رہی تھیں۔ روشنی تاریکی پر غالب آ چکی تھی۔ سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا لیکن منہالہ کے لئیے گویا سب سیاہی میں ڈوب چکا تھا۔ اس کی ہر خوشی کو غم اپنے اندر سمو چکا تھا۔ رات بھر جاگنے کے باعث اس کی آنکھیں سوچ چکی تھیں۔ فجر کی نماز ادا کر کے اس نے اللہ کے حضور زار و قطار روتے ہوئے بہتری کی دعا کی۔ جب دل ہلکا ہوا تو اپنی ڈیوٹی پر جانے کے لئیے تیار ہونے لگی۔ لیکن ہو سپٹل جانے سے پہلے اس کا عالیان کے آفس جانے کا ارادہ تھا

عالیان کو جاگنگ کرتے طویل وقت سرک گیا تھا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا چہرہ پسینے سے تر تھا لیکن عالیان تھا کہ رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اس کے اندر ایک طوفان تھا جس پر قابو پانے کی وہ ناکام کوشش کر رہا تھا۔

سب خوش گپیوں میں مصروف تھے جب عالیان کے آفس میں انٹری سے سب کی ہنسی اور آواز کو بریک لگا  ۔ اس کے چہرے پر آج سنجیدگی کے بجائے غصے کے آثار دیکھ سب کی جان (مزید) ہوا ہونے لگی۔  عالیان نے افراسیاب کو اپنے ساتھ آنے کا کہا اور اپنے کہیں کی طرف بڑھ گیا۔  (اب تو افراسیاب کی خیر نہیں   ویسے وہ کونسا عالیان سے ڈرتا ہے  سو  ڈونٹ وری جسٹ چل

اس کی جانے کے بعد سب اپنے کام میں لگ گئی  کیونکہ صبح صبح عالیان سے تیز لکڑی کروانے کا شوق کسی کو بھی نہ تھا ۔

افراسیاب عالیان کی مطلوبہ فائل اسے دیتے ہوتے اسے ایکسپلین کرنے لگا۔ عالیان نے اسے ایک اور فائل دیتے ہوئے اسے تفصیل بتائی اور حکم صادر کیا کہ دو دن کے دوران یہ اسے سارا ڈیٹیل ورک چاہئے ۔ بلکہ ہفتے کو ہی مکمل ہو کام

”ہوپ سوڈیٹ یو آفری آن سیٹر ڈے“

بے نیازی سے کہتے وہ دوسری فائل کی ورق گردانی کرنے لگا۔

”سر سیمٹر ڈے کو تو میری انچمنٹ سیریمنی ہے 😊 لیکن فائل آپ تک پہنچ جائے گی“
 ”عالیان کے دماغ میں ایک دم کلک ہوا 😊“ اس سے؟
 میری پھوپھو کی بیٹی منہالہ سے 😊“

فراسیاب نے بیزاری سے جواب دیا (میرا تو انٹرویو ہی شروع ہو گیا ہے 😊) اس نے چڑھ کر
 سوچا۔ کچھ دیر کی گہری خاموشی کے بعد فراسیاب کو جانے کی اجازت مل گئی 😊 عالیان کے
 پیشانی پر ان گنت شکنوں کا جال ابھرا تھا۔ اس نے کاؤنٹر پر فون کیا

"if someone comes to meet me don't tell about my presence"
 اب مزید کسی کو برداشت کرنے کی سکت اس میں نہ تھی۔

سوچو کچھ ہوتا کچھ ہے۔ لہذا گیٹ آہولہ آف یور سیلف اینڈ بی پریپٹی ری فار irony سے کہتے ہیں)
 (دی نکسٹ ٹرائل

پنک کرتے کے ساتھ وائیٹ کیپری اور پنک وائیٹ کمبیشن حجاب منہالہ پر خوب بیچ رہا تھا لیکن وہ
 کچھ مرجھائی سی تھی۔ بے دلی سے ڈرائیو کرتے وہ عالیان کے آفس پہنچی لیکن کاؤنٹر سے معلوم
 ہوا کہ عالیان آفس میں ہے ہی نہیں جبکہ اسے عالی کی گاڑی پارکنگ میں نظر آگئی تھی۔ یہ سن کر
 اسے خاصی مایوسی ہوئی جس کے آثار اس کے چہرے پر واضح تھے۔ اس کا فانا ہو جانے کو جی چاہا
 لیکن اتنی سی بات پر ہمت ہارنا کوئی بہادری کی بات تو تھی نہیں اور اپنی شکست تو اس نے کبھی

برداشت ہی ناک تھی تو اب کیسے ہاتھ پر ہاتھ دھڑے پڑے رہتی؟ اس نے کچھ سوچا اور خاموشی سے باہر کی راہ لی۔

مونیسٹر پر سب نمایاں دیکھا جاسکتا تھا۔ منہالہ کا بچھا ہوا چہرہ دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوا۔ اسے منہالہ پر ترس آ رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اس کی نسبت کسی اور کے ساتھ طے ہے اور منہالہ کا کال ٹینڈنہ کرنا اسے صورتحال سے آگاہ نہ کرنا عالیان کے غصے کو ہوا دے چکا تھا۔ عالیان کو اپنے دل میں ٹیس اٹھتی محسوس ہوئی۔ اس نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔

منہالہ نے خود کو کافی حد تک کمپوز کر لیا تھا لیکن بے چینی ابھی تک باقی تھی۔ اسے تو چپ ہی لگ گئی تھی۔ کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بے شک اللہ سب بہتر جاننے والا اور بہتر کرنے والا ہے اس خیال سے منہالہ مکمل پر سکون ہو گئی اور آئی می سی یو (انٹینسوک ٹی ریونٹ) کی طرف چل دی۔

منہالہ اور افراسیاب دونوں کے گھروں میں منگنی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔ منہالہ کا تو خیر ٹمپرنارمل ہوا ہی نہیں افراسیاب کو ویسے ہی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ احساس و جذبات سے عاری انسان محسوس کر بھی کیا سکتا ہے؟ اس کی بلا سے جو ہوتا ہے ہوتا رہے۔

الفیکشن زیادہ سوئی پر نہیں ہے ان میڈیسنز اور آئی نمٹ سے ان شاء اللہ ریکور ہو جائے گا“ منہالہ کی دوائی دی اور مریض کے جانے کے بعد منہالہ نے اپنا سٹیج تھو سکوپ Eczema نے اسوہ کو اوور آل سیل اور گاڑی کی چابی پکڑی اس کا ڈیوٹی ٹائی م اوور ہو چکا تھا۔

گھر میں داخل ہوتے مغیز صاحب کی گاڑی دیکھ آج پہلی بار منہالہ کو جھنجھلاہٹ ہوئی ی۔ گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے منہالہ نے خود کو پرسکون کیا اور اندر آگئی ی۔ سنیکس کے ساتھ انصاف کرتے اس کی توقع کے عین مطابق اسی کا موضوع زیر بحث تھا۔ خوشامد کرنا تو ممانی کی عادت تھی جو ہمیشہ سے منہالہ کو ناگوار گزرتی لیکن منہالہ کو اس وقت وہ کسی زہر سے کم بری نہیں محسوس ہو رہی تھی۔ منہالہ نے اجتماعی سلام کیا اور کمرے میں جانے لگی جب نادبہ بیگم کی آواز نے اس کے قدم جکڑ لئیے۔

”منہالہ بیٹا جاؤ بھائی صاحب کے ساتھ جاکر منگنی کا جوڑا لے آؤ“

منہالہ نے جھپٹی نظر اپنی ماں پر ڈالی اور کرکڑ دار لہجے میں مخاطب ہوئی ی۔

”جسے جانا ہے شاپنگ پر چلا جائے آئی ی ایم انف ٹائی رڈ آئی ی کانٹ ٹیک اٹ“

ایک ایک لفظ پر زور دیتے منہالہ وہاں رکی نہیں۔ کمرے میں آکر اس نے دروازہ مقفل کیا اور سر تھامے دیوان پر بیٹھ گئی ی۔

منہالہ کی بات سے ممانی کو تو مانو پتنگے لگ گئی ی لیکن موقع کی کی نزاکت کو بھانپتے ہوئی ی اپنی بھڑاس کسی اور وقت کے لئیے رکھ لی۔

”کوئی بات نہیں آپ اپنی تھکی ہوئی سی ہے ہم خود اپنی گڑیا کے کے لئیے شاپنگ کر لیں گے“
 کہتے ہوئی سے مغیز صاحب نے واپسی کی تیاری پکڑی۔

ان کے جانے کے بعد نادیدہ بیگم نے منہالہ کے کمرے کا رخ کیا کافی دیر ناک کرنے کے بعد دروازہ نا
 کھلا تو وہ اٹے پاؤں واپس چلے گئی۔

— — — — —

دودن نامحسوس انداز میں گزر گئی۔ منہالہ اور عالیان نے خود کو کام میں بری طرح مصروف کر لیا
 تھا کہ انہیں گرد و نواح کی کوئی سی خبر نہ تھی۔ دودن گزرنے کا احساس ناگوار تھا لیکن اب سہنا تو تھا۔
 منہالہ اور افراسیاب کے گھروں کو خوبصورتی سے مزین کیا گیا تھا۔ افراسیاب نے ہنگامے سے قطعی
 منع کیا تھا اور سادگی سے انجمنٹ کا حکم صادر کیا تھا لہذا سادہ لیکن عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ کنبائی
 انجمنٹ کا کوئی سی رواج نہیں تھا پہلے گھر کے بڑوں نے افراسیاب کو انگوٹھی پہنا دی پھر منہالہ
 کو۔ ابھی سب نے اس کا منہ بھی میٹھا نہیں کروایا تھا لیکن منہالہ کمرے میں چلی گئی۔ انگوٹھی کھینچ کر
 انگلی سے نکالی اور دراز میں پٹی کیونکہ یہ اس کے دل کی رضا تو ہرگز نہ تھی۔

دوسری جانب افراسیاب کے لئیے یہ انگوٹھی غیر ضروری نہیں تو ضروری بھی نہ تھی۔ یوں
 مسلسل انگوٹھی پہننے کے خیال سے ہی اس نے جھڑ جھڑی لی۔ کپہور ڈیں رنگ رکھی اور اپنا نائیٹ
 سوٹ پکڑے وہ فریش ہونے چلا گیا۔ اس مقدار میں لوگ ہجوم اور بھیڑ دیکھ اسے تھکاوٹ اور
 اکتاہٹ نے آیا تھا۔

”میرا ڈوپٹہ کہاں گیا۔“

منہالہ نے سرہانے بھی الٹ پلٹ کر دیکھے لیکن نتیجہ نادرہ۔! بیڈ پر کھوجنے کے بعد منہالہ نے بیڈ کے نیچے جھانکا تو ڈوپٹے کے ساتھ ساتھ گمشدہ موبائل بھی سکون فرما رہا تھا۔۔
اوہ۔۔۔ تو ادھر ہیں جناب۔ میرے لئیے کارِ عظیم بلکہ وبالِ جان کا انتظام کر کے محترم ادھر
”تشریف فرما ہیں۔“

سیل ملنے پر اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا۔ ساتھ ہی اس کے ”عظیم“ دماغ میں قابلِ تحسین ترکیب بھی آگئی کی کیسے اس رشتے سے خود کو آزاد کروانا ہے۔ کہ اس پر حرف بھی نا آئیے اور اس کی خواہش بھی پوری ہو جائے۔ وہ لڑکی جو ایک گیم میں بھی اپنی ہار برداشت نہ کرتی ہو وہ اپنی زندگی کے اہم ترین کام میں شکست کھا لیتی۔؟

آفس میں بیٹھا عالیان اپنے ہاتھوں کو آپس میں بھینچنے ان پر سر پٹ رہا تھا۔ سارا آفس خالی تھا اور وہ اکیلا اپنی سوچوں سے رہائی حاصل کرنے آگیا تھا۔ ایک دم اس کے آفس کا دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا۔ اپنے سامنے اسے دیکھ عالیان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ ایک دم اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

”تم!!! یہاں کیسے؟“

ڈیپ گلا۔ جس میں سے جسمانی خدو خال جھانک رہے تھی اچکا سا ٹاپ۔ ٹخنوں سے قدرے اوپر جمیز
 !!! اگلے بال۔ گچی کا بیگ ہائی ہی ہیل والے سینڈلز اور میک اپ زدہ چہرہ۔۔۔۔۔
 وہ چلتی ہوئی ہی اس کے قریب آئی ہی اور اس کے چہرے پر شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئی
 آہستہ گویا ہوئی۔۔۔

- ”تمہیں ٹریس کر کے“

عالیان نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ دو سال بعد وہی غرور تکبر ان پرستی کے ہر انداز سے چھلک
 رہا تھا۔

urdu
novels mania
www.urdu novels mania.com

”تم یہاں کیوں آئی ہو؟“

”تمہیں پتا تو ہے“

جسٹ کٹ یور کریپ !! پہلے بھی میں نے کہا تھا اگین ٹیلنگ یو میں صرف اس سے محبت۔۔۔۔۔
))(کرتا ہوں

لیکن وہ تو کسی اور سے منسوب ہے۔ چچ چچ تمہیں نہیں پتہ کل اس کی منگنی کسی اور سے ہو
گئی

تمسخرانہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتے مریم طنز کے تیر چلاتی جا رہی تھی۔

”بٹ شی از مائی لومائی لائی۔ آئی ول کیپ آن لونگ ہر ٹل آئی بریتھ مائی لاسٹ“

ڈونٹ بی سوا مپلسو عالیان۔ ایز آئی ٹولڈ یو، یو ہیو گوٹ می ہیڈ اور ہیلز۔ پہلے تو ہم سڈی کر رہے
”تھے اور تمہیں اس کا انتظار تھا ناؤ دی ویٹ ہیئر کم ٹو اینڈ۔ بی مائن۔۔“

"Maryam, try to understand. I can't I seriously can't do it"

www.urdu novelsmania.com

"Alya an trust me i will make u happy
each day

I will make ur mornings charming

I will love u each day

each hour

Each minute

Each second

Each instant..."

بولتے ہوئے اس کا لہجہ خمار آلود تھا۔ کھوئیے ہوئے وہ نجانے کن جذبات کی پاداشت میں یہ سب بولتی جا رہی تھی۔ اس دوران وہ عالیان اور اپنے درمیان فاصلہ سمیٹ چکی تھی۔ ہکا بکا کھڑے عالیان کو دھکیل کر کرسی سے تقریباً گرا یا اور اس پر جھک گئی۔

“عاليٰ انا ن ن ن ن ن ن ”

کسی کی تیز پکار پر عالیاں نے مریم کو یک دم اپنے اوپر سے ہٹایا بلکہ تقریباً دھکا ہی دیا۔ وہ توازن برقرار نہ رکھ پائی اور گر گئی۔۔۔۔۔۔

”منہالہ تمہارا راجنجا تو سنڈے کو بھی آفس جا رہا ہے“

ڈاکٹر بلال نے ہنستے ہوئی ے اسے مطلع کیا۔

”ہاہاہاہاہا اچھی بات ہے میں ایزہیلی اس سے بات کر لوں گی۔“

جواباً دوسری طرف ڈاکٹر بلال کا قلم تھ بلند ہوا۔

”اچھا اب تمہارا کام ہو گیا۔ میں تو چلا ڈیوٹی پر۔ تم نے تو مجھے ڈاکٹر سے جاسوس بنا دیا ہے اسی دن کے“

”اے میں اتنی محنت کر کے پڑھائی می کر کے ڈاکٹر بنا تھا۔

ڈاکٹر بلال نے مصنوعی دکھ سے آنسو صاف کئے۔

”نوازش آپکی 😊 آپ مدد نہ کرتے تو دوست کس کام کے“

اس نے خوشگوار انداز میں جواب دیا۔ الوداعیہ کلمات کہہ کر سلسلہ گفتگو اپنے اختتام کو پہنچا۔ اپنا تشکیل کردہ منصوبہ عالیان کو بتانے کے لئے وہ بے چین تھی۔ منہالہ نے بجا باندھا اور بیگ سیل اور گاڑی کی چابیاں پکڑے باہر کی جانب چل دی۔

عالیان کے آفس کا دروازہ کھلا دیکھ وہ مسکرائی۔

”عالی کو شاید پہلے ہی پتہ ہے میں آرہی ہوں۔“

منظر سے بے خبر اس نے خوش ہوتے ہوئے سوچا۔

دبے قدموں وہ آگے بڑھی لیکن اندر جھانکتے ہی اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ عالیان پر کوئی می لڑکی جھکی ہوئی تھی۔ کھلے بال جینز اس کا حلیہ ہرگز مناسب نہیں تھا۔ حیرت کی زیادتی سے وہ با آواز بلند چیخی تھی۔

www.urdu novels mania.com

دوسال پہلے۔۔۔۔۔

حسب معمول عالیان مریم کو نوٹس بنوا رہا تھا اور وہ یک ٹک اسے دیکھے جارہی تھی۔ اس کی عدم دلچسپی کو نوٹ کرتے یکدم عالی نے پین میز پر پٹھا اور کرسی پر پڑا بیگ کندھے پر ڈال کر جانے لگا کہ مریم نے اس کا بازو تھام لیا۔ عالی نے اس کا ہاتھ جھٹکا

وٹس رانگ و دیو؟ وائی می یو کیپ آن سٹئی رینگ می۔۔۔۔؟“

تلخ لہجہ اپناتے عالی نے بازو اپنے سینے پر باندھے تھے۔

[illegible]

اس سے پہلے کے وہ مزید الم غلم ارشاد کرتی عالی نے اسے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

شٹ اپ! جسٹ کٹ یور کریپ میں تمہارے ان جھانسون میں آنے والا نہیں۔ پہلے جان بوجھ کر” میری راہ میں حائل ہو کے مجھ سے ٹکرا جاتی تھی پھر مجھ سے ریکویسٹ کی کہ نوٹس بنانے میں تمہاری ہیلپ کروں اور اب تم اس نہج پر پہنچ چکی ہوں۔ کس قدر گھٹیا ہو تم۔ تم جیسی فیملیز خواتین کا نام بدنام کرتی ہیں۔۔۔ تم جیسیوں کے باعث ہی لوگوں کا پاکیزہ محبت سے اعتبار اٹھ گیا ہے۔۔۔

اپنے غصے کو بمشکل قابو کرتے وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اس دن سے عالی نے مریم سے کوئی ہی رابطہ نہ رکھا تھا لیکن مریم تھی کہ آج تک عالیان کا خیال وہ دماغ پر سوار کئی بے پیٹھی تھی۔۔۔۔

اور آج اسی کے باعث دونوں کے درمیان غلط فہمی نے جگہ لے لی تھی۔۔۔ عالی کے دل میں مریم کے متعلق برہمی اب نفرت میں بدلنے لگی تھی۔۔۔ لیکن ابھی وہ اکیلا رہنا چاہتا تھا اور یہی اس کے لئی بے بہتر تھا۔۔۔

*-----**-----*

”یہی تھی تمہاری محبت یہی تھی“
 بیڈ کی سائیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی ہالہ کبھی اپنے بال نوچتی کبھی چہرہ رگڑتی خود کلامیاں کرنے لگتی۔
 ”تم تم نے ایک بار بار بھی مجھ سے بات نانا کی، کیا میں ات اتنی ہی ارزاں تھی کہ کس کسی کو بھی دان
 ”کردو۔ ایک بار کوشش بھی نہیں کی مجھے پانے کی ہاؤ ڈی ریو

اٹک اٹک کر بولتے اس نے سائیڈ ٹیبل سے لیمپ اٹھا کر زمین پر پٹختا تھا۔
 کیا میری محبت کا رنگ اتنا کچا تھا۔۔۔ اتنی جلدی اتر گیا؟ نا تم نے میرا انتظار کیا نارابطے کی کوشش
 کی ناصورت حال کا حل نکالا اٹا رنگ ریاں منانے لگے، تمہیں میری محبت کبھی معاف نہیں کرے گی
 ”بھی نہیں

وہ بالکل بے دم ہو چکی تھی چیختے چیختے۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ اب مزید خود اذیتی اور چیخنے کی ہمت اس میں ناپکی تھی۔ ہو لے ہو لے وہ ہوش و حواس کی دنیا سے ناطہ توڑنے لگی تھی۔۔۔۔

”ہالہ کال رسیو کرو یا ر“
جو بھی تھا لیکن وہ خود کو اس کی نظروں میں گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے کبھی کسی کو ایک نظر بھی دوبارہ نہیں دیکھا تھا اور اب اتنا رقیق الزام اس پر لگا تھا اس کو مٹانا تو ضروری تھا۔
شام سے وہ اس کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا لیکن بے سود۔ اب دن کے دس بج رہے تھے لیکن نا اس نے کال پک کرنی تھی ناکہ۔۔۔۔

www.urdu novels mania.com

شام کے پانچ کا وقت تھا۔ ایمر جنسی سے حسب معمول لاشیں نکل بھی رہی تھیں اور کچھ زخمی لوگ اور لاشیں آ بھی رہی تھیں۔ لاشیں ایسی تھیں جنہیں لواحقین یہ سمجھتے لے آتے تھے کہ شاید کوئی سبب بن جائے ان کے پیارے پھر سے جی اٹھیں۔ ایسے لوگ ڈاکٹر زکو فرشتہ سمجھتے ہیں جو بے جان وجود

میں جان پھونک دیں گے لیکن زندگی دینے اور لینے والی ذات تو اللہ پاک کی ہے نا۔ اس معاملے میں انسان کیا کر سکتا ہے؟

ہر کوئی ہی اپنے نصیب کی ہر شے پا کر اپنے نصیب کی سانسیں جی کر رخصت ہو جاتا۔ پیچھے رہ جانے والے عزیزوں کے لئیے ایک نا بھرنے والی خلا چھوڑ جاتا ہے۔ خیر وقت سب سے بڑا مرہم ہے جو بہت سے زخم بھر دیتا ہے لیکن کچھ زخم ناسور بن جاتے ہیں جن سے خون رستا رہتا ہے اور بالآخر وہی ناسور موت کی وجہ بن جاتا۔

وہ گھر جانے والی تھی جب ایمر جنسی وارڈ کے باہر سٹریچر پر ایک تقریباً پندرہ سالہ لڑکی کی ڈیڈ باڈی پڑی دیکھی۔ ساتھ ایک ادھیڑ عمر خاتون اور پچیس سالہ لڑکی دھاریں مار مار کر رو رہی تھیں۔ اس بچی کے سر سے خون بہتا چہرے پر جما ہوا تھا اور آنکھیں نیم کھلی اوپر کی طرف چڑھی ہوئی تھیں جیسا کہ ہر مردہ شخص کی ہوتی ہیں۔

روح ناک اور منہ کے ذریعے کھینچی جاتی ہے۔ سب سے پہلے پاؤں بے جان ہوتے ہیں اور کونسی کوئی نیسلی سارے جسم سے روح کھینچ لی جاتی ہے۔ اس دوران انسان کچھ بولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بول نہیں پاتا وجہ سپائی نل کورڈ یعنی ریڑھ کی ہڈی میں موجود دماغ سے ملحق گوشت کا بے جان ہو جانا ہے جو کہ سارے جسم میں پیغامات کی ترسیل کرتا ہے۔ بالآخر دماغ اور آنکھوں سے روح کھینچی جاتی اور اعصاب تن جاتے ہیں بعض جگہ لکھا گیا ہے کہ فرشتہ روح قبض کر کے اوپر کی طرف جاتا ہے اور اسی باعث آنکھیں پلٹ جاتی ہیں باقی واللہ اعلم۔

منہالہ ڈاکٹر تھی اس کا روز کا کام تھا یہ سب دیکھنا وہ ہر ایک کو دلا سے نہیں دے سکتی تھی لیکن ان بے سہارا خواتین پر اسے بہت ترس آیا اس نے انہیں خود سے لگائے تسلی۔ جانے والے تو واپس نہیں آ سکتے اور نا ہی فوری طور پر صبر آتا ہے لیکن ان کی آنکھیں کچھ تھم گئی تھیں۔ ہالہ نے اسے اپنے بیگ سے نکال کر کچھ پیسے دیے اور چل دی۔

بلجگا سا اندھیرا پھیلا ہوا تھا وجہ تھے کالے بادل۔ موسم زرد اور سیاہ سا تھا انتہائی می خوشگوار۔ ٹھنڈی ہوا روح کو طمانیت بخش رہی تھی لیکن اسے کسی چیز کا ہوش نا تھا۔ ایسے ہی کھوئی کھوئی سی وہ گاڑی میں بیٹھی۔ اگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی سڑک پر ڈال دی۔ مکث کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے اس نے بائیں جانب گردن گھمائی اور بمشکل خود کو چننے سے باز رکھا۔

”کیا بد تمیزی ہے۔ آپ نہیں جانتے کسی کی گاڑی میں ایسے بیٹھنا گراں گزرتا ہے طبیعت پر۔ ویسے“

”اتنے ال میزڈ ہیں تو نہیں آپ۔۔۔ اوہ میں بھول گئی جو آپ ہیں وہ دکتے نہیں

گاڑی روڈ سائیڈ پر لگاتے وہ اسے سخت سست سنانے لگی۔

اور پھر عالیان نے اسے سب بتا دیا اور ہالہ نے بھی۔ غلط فہمیوں کے بادل چھٹ چکے تھے۔

”اچھا نا سنئیے میرے پاس ایک پلان ہے 😊 جس سے ہماری شادی ہو جائے گی“

”اچھا کیسا پلان؟“

”ہم ماموں کو کڈ نیپ کروالیں گے اور گونز (غنڈوں) کو کہیں گے کہ افراسیاب کا نکاح انکی بندی سے“

”کروادیں اور پھر بعد میں آپ پر پوزل دیجئیے گا اینڈ کام کمپلیٹ

وہ جو ہم تن گوش بات سن رہا تھا اچانک اچھلا۔

توبہ ہے۔ میں تو سمجھتا تھا تم بہت سیدھی سادھی معصوم ہو۔ شرارتوں کا پتہ نہیں لیکن تم تو توبہ توبہ " آفت کی پرکالہ ہو اگر تمہارا پلین سکسیسفل ہو گیا تو مجھ بچارے کا کیا ہو گا یا اللہ پاک بچالچئیے مجھے " ٹھیک ہے ہونے دیجئیے جو ہوتا جائیے اپنی مریم کے پاس ہونہ۔

جل کر بولتی لیکن مسکراتے اس نے کارسٹارٹ کی۔

"زیادہ بننے کی ضرورت نہیں جل کڑی"

ایسے ہی نوک جھونک کرتے وہ کافی شاپ پر چلے گئیے۔

کافی پینے کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے کیسے وقت گزرا انہیں معلوم ہی نہ ہوا۔۔۔ ایسا ہی تو ہوتا ہے جب ہم اپنا من پسند کام کر رہے ہوں تو کہاں کچھ یاد رہتا ہے۔ تھکاوٹ بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم کئی گھنٹوں موبائل استعمال کرتے رہیں تو ہمیں نیند نہیں آتی لیکن کتاب پکڑنے کے دس منٹ بعد نیند آ جاتی ہے۔

www.urdu novels mania .com

منہالہ کی آج نائیٹ ڈیوٹی تھی۔ الوداعیہ کلمات ادا کر کے دونوں اپنے اپنے راستے پر رواں دواں تھے۔ اور قسمت میں دونوں کا راستہ ایک ہونا لکھا تھا جو بہت جلد ہو جانا تھا۔

وہ اپنا کام ختم کر تا اٹھنے کو تیار تھا۔ ارادہ جلدی سے گھر جا کر آرام کرنے کا تھا کیونکہ تھکاوٹ بہت ہو رہی تھی۔ ابھی اٹھنے کا قصد ہی باندھا تھا کہ فائزہ بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔ متغیر رنگت، پھولتی سانسیں وہ ہانپتی ہوئی اس کی طرف آئی تھی۔

”کیا ہوا فائزہ ازایوری تھنک اوکے؟“

افراسیاب کے استفسار پر اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئی تھیں۔

”وہ با۔۔۔ بابا کو ہا۔ ہارٹ اٹیک۔۔۔“

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی تھی۔ کچھ دیر قبل اسے گھر سے فون آیا تھا۔ ملازمین وغیرہ انہیں اسپتال لے گئی تھیں لیکن بقول ڈرائیور کے ان کی حالت کافی سیرئیس تھی اور فائزہ کے ساتھ جانے والا کوئی می نہ تھا رشتے دار بھی کچھ خاص نہ تھے اسی لیے گم ہوتے حواس سے اسے صرف افراسیاب ہی نظر آیا تھا۔ اسے کچھ تسلی بھرے الفاظ کہہ کر اسے لے گئی وہ اسپتال کی جانب چلا گیا تھا۔ اور وہ روتی چلی جا رہی تھی۔

www.urdu novels mania.com

اور پھر ایسے حالات اور واقعات رونما ہوتے ہیں زندگی میں جو ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوتا۔ کبھی پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ لی جاتی ہے تو کبھی سر سے آسمان، کبھی ساری دنیا کا بوجھ سر پر آن گرتا ہے تو کبھی گہرے اندھیروں میں ہمیں دھکیل دیا جاتا ہے لیکن کچھ کے لے لے زندگی یک دم

خوشگوار اتفاق بھی لاتی ہے جن کے راستے خود بخود ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں اور انکی زندگی حسین لمحوں کا لانتنا ہی سلسلہ بن جاتی ہے۔ اور کاتب تقدیر خوب جانتا ہے کب کس کو کیا نوازا ہے اور بے شک وہ بہترین نواز نے والا ہے۔

فائقہ کے والد اپنی آخری سانسوں میں اس کا افریاب کے ہاتھ میں تھما گئی تھی۔ اب ایک مرتے ہوئی شخص کی خواہش کا احترام واجب تھا اور پھر معلوم ہی نہ ہوا کیسے افریاب کے والدین اس رشتے پر متفق ہوئے اور منہالہ کی فیملی سے بات چیت کے بعد سب پر سکون طریقے سے طے پا گیا۔

منہالہ کے لئیے عالیان کے رشتے کو ری کنسیدز کر کے ان کا رشتہ بھی فائی نل کر دیا گیا تھا۔

* * * * *

اس کے والد کافی عرصہ سے دل کے عارضے میں مبتلا تھے اسے سنبھلنے میں کچھ وقت لگا تھا۔ قسمت نے ایک سہارا واپس لیا تھا تو ایک مضبوط سہارا عطا بھی کیا تھا۔ دیکھنے میں آگے کی زندگی خوشگوار معلوم ہو رہی تھی باقی زندگی میں اتنا چڑھاؤ تو آتے رہتے ہیں اور حالات کے شدید طوفان میں مشکلات کے تھپیڑے ہمیں مضبوط بھی کر سکتے ہیں اور ریزہ ریزہ بھی۔ دعا کا سہارا لے کر ہم سکون حاصل کر سکتے ہیں اور وہ اللہ ہی تو ہے جو کسی کو بے نیل و مرام نہیں لوٹاتا وہ تو جھولی بھر دیتا ہے پارساؤں کی بھی اور گنہگاروں کی بھی کیونکہ اس کی نعمت ہر خاص و عام کے لئیے ہے لیکن جن پر خاص کرم

ہوتا ہے وہ خوش قسمت ہوتے ہیں۔ اور جب اس پر توکل کر لیا جائے تو بڑے سے بڑا پہاڑ بھی چھوٹا سا کنکر معلوم ہوتا ہے۔

_____ # _____ # _____

آج کے دن ان کی شادی تھی۔ واقعی جو چیز آپکی ہو وہ آپکوسات سمندر پار سے بھی مل جاتی ہے اور جو آپکی نہ ہو وہ ہاتھ میں ہو کر بھی نہیں ملتی۔ انہیں بھی اپنی منزل مل گئی تھی اور بہت سی خوشیاں ان کی منتظر تھیں۔ لیکن یہ بات تو ضرور ہے خوشیوں کے ساتھ کچھ آزمائشیں بھی ہوتی ہیں لیکن جب ہمسفر ہاتھ تھام کر اعتماد، عزت اور محبت کا حصار مہیا کرتا ہے تو ہر مشکل آساں ہو جاتی ہے۔

”کیا محبت میں معجزے بھی ہوتے ہیں؟“
سوال گونجتا شاید سرسراتی ہوائی میں محو گفتگو تھیں۔
”ہاں، کچھ بھی ہو سکتا ہے جب محبت یہ ہو جائے تو“
www.urdu novelsmania.com

تمت بالآخر